28

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

20تا26رجب المرجب1430ھ/ 14تا20جولائی2009ء

اسلامی تہذیب کا نمایاں نقش:

حلال وحرام کا فلسفہ

حلال وحرام کا فلسفہ تہذیب اسلامی کے اہم اور نمایاں نقوش میں سے ہے بلکہ یہ اس کے اسرار میں شامل ہے۔ یہ وہ میزان ہے جس پر آدمی اپنے اعمال کو تولتا اور اس کی بنیاد پر انہیں درست رکھتا ہے۔ یہ وہ اہم محافظ آلہ ہے جسے اسلام ہر فرد کو معاشرے کے اعمال وافعال اور سرگرمیوں پر مکمل مراقبہ ومحاسبہ کی صلاحیتیں دے کر اس کی قوت حافظہ میں قائم کر دیتا ہے۔

اس عملی تصور کے واسطہ سے قوانین وشرائع اور حقوق وتنظیمات کو ذاتی مراقبہ کی خصوصیات مل جاتی ہیں اور ہر فرد شعوری اور غیر شعوری طور پر یکساں ان قوانین کا نگراں ہو جاتا ہے۔ وہ اس بات کا احساس رکھتا ہے کہ وہ اس کا اپنا قانون ہے اور اس کا نفاذ کھلے چھپے ہر حال میں مطلوب ہے، اور آخرت میں اس کا حساب کتاب ہوگا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے آگاہ ہے۔ اگر اس نے مخالفت کی اور معصیت کا ارتکاب کیا اور دنیا میں اقتدار وحکومت کی نگاہوں سے اس کے جرائم چھپے رہے تو وہ آخرت میں اس وقت سامنے آجائیں گے، جب اس کے ہاتھ پاؤں اور آنکھیں اور کان اس کے خلاف گواہی دیں گے۔

اس طرح حلال وحرام کی بنیاد پر قائم قوانین وشرائع صحیح ڈھنگ سے نافذ ہوتے ہیں، چاہے انسان تنہا ہو اور لوگوں کی نظروں سے دور ہو۔

ڈاکٹر محمد علی ضناوی

اس شمارے میں

خبریں

شیطانی گروہ کا کردار اور انجام

میڈیا: اسلام کے خلاف موثر ہتھیار

داخلی طور پر در بدر کردہ لوگ؟

افغانستان پر یلغار: صلیبی جنگ کا آغاز

شیطان کا ایک خطرناک حربہ

فاٹا اور بلوچستان سے اٹھتا ہوا طوفان

میں تنظیم میں کیسے شامل ہوا؟

دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

سورۃ الاعراف

(آیات: 156-157)

الھدیٰ (380)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَاۗءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰۗىِٕثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾

”اور ہمارے لئے اِس دُنیا میں بھی بھلائی لکھ دے اور آخرت میں بھی۔ ہم تیری طرف رجوع ہو چکے۔ فرمایا کہ جو میرا عذاب ہے اُسے تو جس پر چاہتا ہوں نازل کرتا ہوں۔ اور جو میری رحمت ہے وہ ہر چیز کو شامل ہے۔ میں اُس کو اُن لوگوں کے لئے لکھ دوں گا جو پرہیزگاری کرتے اور زکوٰۃ دیتے اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ جو (محمدؐ) رسول (اللہ) کی جو نبی اُمی ہیں پیروی کرتے ہیں جن (کے اوصاف) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ (نبی جو) اُنھیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو اُن کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو اُن پر حرام ٹھہراتے ہیں اور اُن پر سے بوجھ اور طوق جو اُن (کے سر) پر (اور گلے میں) تھے اتارتے ہیں۔ تو جو لوگ اُن پر ایمان لائے اور اُن کی رفاقت کی اور اُنہیں مدد دی اور جو نور اُن کے ساتھ نازل ہوا ہے اُس کی پیروی کی، وہی مراد پانے والے ہیں۔“

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مغفرت کے ساتھ ساتھ اس بات کی دُعا کی کہ الٰہی ہمارے لئے اس دنیا کی زندگی میں بھی حسنہ لکھ دے اور آخرت میں بھی۔ اور ہم تیری جناب میں توبہ کرتے ہیں۔ جو خطا ہو گئی، اس کا اعتراف کرتے ہوئے معافی چاہتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا، جہاں تک میرے عذاب کا تعلق ہے اس میں تو میں جس کو چاہوں گا مبتلا کروں گا۔ جہاں تک میری رحمت کا معاملہ ہے، میری ایک رحمت تو رحمت عامہ ہے، جو ہر شے کے شامل حال ہے۔ ہر شے کا وجود، ہر شے کی بقا میری اس رحمت سے ہے۔ اس سے تمام مخلوق حصہ پا رہی ہے۔ اور ایک رحمت خاصہ ہے جو تم مانگ رہے ہو۔ تو میں یہ رحمت اُن لوگوں کے لئے لکھ دوں گا جو تقویٰ کی روش اختیار کریں اور زکوٰۃ دیتے رہیں اور جو ہماری آیات پر پختہ یقین رکھیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اتباع کریں گے ہمارے اُمی نبی کا جس کو رسول بنا کر بھیجا جائے گا، جسے وہ لکھا ہوا پائیں گے، اپنے پاس تورات میں بھی اور انجیل میں بھی۔ یعنی اس رسول ﷺ کے حالات، علامات اور اُس کے متعلق پیشن گوئیاں تورات اور انجیل دونوں میں ہوں گی۔ وہ نبی امی محمد ﷺ ہیں۔ دنیوی طور پر آپؐ نے کوئی تعلیم حاصل نہیں کی۔ آپ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ وہ رسول انہیں نیکی کا حکم دیں گے اور تمام برائیوں سے روکیں گے اور اُن کے لئے تمام پاک چیزیں حلال کریں گے یعنی وہ چیزیں جو بنی اسرائیل پر اُن کی شرارتوں کی وجہ سے حرام کر دی گئی تھیں، وہ حلال کر دیں گے اور جتنی بھی خبیث اور ناپاک چیزیں ہیں، انھیں حرام قرار دیں گے اور اُن سے اُن کے بوجھ اور مختلف رسم و رواج کے طوق جو اُن پر پڑے ہوں گے، اتار دیں گے۔ دولت کے نشے میں کچھ لوگ نئی نئی رسمیں، تہوار اور تقریبات ایجاد کر لیتے ہیں۔ پھر اُن کا چرچا ہو جاتا ہے، جس کے بعد چار و ناچار یہ ظالمانہ اور ناروا رسمیں غریبوں کو بھی کرنا پڑتی ہیں۔ امراء کو شادی بیاہ کی تقریبات پر حرام کمائی کے اظہار کا خوب موقع ملتا ہے۔ ہندوؤں کے ہاں نہ اچھا کھانا ہوتا تھا، نہ اچھا پہننا وہ دولت کا اظہار شادیوں کے موقع پر یا مکان بنانے پر کرتے تھے۔ یہی معاملے ہمارے ہاں چلے آ رہے ہیں۔ شادی بیاہ پر کئی طرح کی رسومات کے نام پر پیسہ بے جا اڑایا جاتا ہے۔ امیروں کے تو یہ چونچلے ہیں، مگر غریبوں کے لئے اغلال اور اصر (یعنی نا قابل برداشت بوجھ) ہیں۔ شادی بیاہ پر ہونے والے اس اسراف اور ناروا رسومات کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بیٹیاں بیٹھی رہتی ہیں۔ غریب والدین اُن کے ہاتھ پیلے نہیں کر سکتے۔ شادی کیسے ہو، رسم و رواج کی ادائیگی کے لئے رقم چاہیے، جو غریب کے پاس ہے نہیں۔ نہ نو من تیل ہو گا نہ رادھا ناچے گی۔ (جاری ہے)

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عورت کا احکامِ اسلام کی پابندی کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَصَّنَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا دَخَلَتْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ)) (رواہ ابن حبان)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو عورت پانچ نمازیں پڑھے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے، اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے۔“

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خبریں

ہم پاکستانیوں کو ہر صبح نئی روح فرسا خبر سننے کو ملتی ہے، سینہ جلا دینے والی، دماغ ماؤف کر دینے والی۔ ہر نئی خبر ہمیں اندھیروں کی طرف دھکیل رہی ہے۔ دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ جاری ہے، جس کے نتیجہ میں ہمارا شمال مغرب ایک آتش کدے میں تبدیل ہو چکا ہے۔ آسمان سے خون برس رہا ہے۔ سوات، مالاکنڈ میں گولیوں کی تڑتڑاہٹ اور توپوں کی گھن گرج بند ہو تو ایک سناٹا سا چھا جاتا ہے۔ یہاں درندگی محوِ رقص ہے اور جگہ جگہ وحشت ٹپک رہی ہے۔ ایسی صورت حال کو دیکھ کر شاعر نے کہا تھا۔

دیواروں کے آنسو ہیں رواں　　　گھر خاموشی میں ڈوبے ہیں

گھر خالی پڑے ہیں اور مکین بہت دور کہیں خیموں میں پڑے ہیں۔ زورِ بازو سے کمانے والے مردوں کے ہاتھ خیرات کے لئے دوسروں کے آگے پھیلتے ہیں اور وہ مخلوقِ نازک چشم فلک جس کی کبھی جھلک نہ پا سکی تھی، ہاتھوں سے سر ڈھانپے تو چہرہ کھل جاتا اور چہرہ ڈھانپے تو سر کھل جاتا ہے۔ دونوں طرف کلمہ گو خون میں نہا رہے ہیں۔ دونوں کے جنازے پڑھائے جا رہے ہیں۔ دونوں شہید ہو رہے ہیں اور دونوں غازی کہلا رہے ہیں۔ اس خونریزی کو دور سے دیکھنے والے بعض عاقبت نااندیش فلمکار نعرہ لگا رہے ہیں "ہم جیتیں گے"۔ اے عقل کے دشمنو! تم جیتو گے تو ہارے گا کون؟ اور اگر تم ہارے تو جیتے گا کون؟ بڑے فخر سے کہا جا رہا ہے، یہ ہماری جنگ ہے۔ اگر یہ ہماری جنگ ہے تو امریکہ کو کس باؤلے کتے نے کاٹا ہے کہ اپنے عوام سے ٹیکس اکٹھا کر کے اس جنگ کو فنانس کر رہا ہے، جبکہ اُس کی معیشت بھی بُری طرح زوال پذیر ہے۔ کون اس کی پلاننگ کر رہا ہے۔ مائک مولن اور ہالبروک کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ اسلام آباد میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ ہم نے بات کا آغاز کیا تھا ہر روز کی نئی روح فرسا خبر کے ذکر سے جبکہ سوات، مالاکنڈ، شمالی اور جنوبی وزیرستان میں ہونے والی جنگ کوئی نئی خبر تو نہیں ہے۔ ہم تو محض اس کا ذکر کر کے اگلی بُری خبروں کا تذکرہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن کیا کریں، اس جنگ میں غیر کی عیاری اور اپنوں کی سادگی دیکھ کر ہم سے بات مختصر نہیں ہوتی۔ اے اللہ تو اس بے سروپا جنگ کو ختم کر دے اور مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ دشمن کو خود پر ہنسنے کا موقع نہ دیں۔

اللہ ہم پر رحم کرے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ بھارت بڑی منصوبہ بندی سے پانی بند کر کے ہمیں موت کے منہ میں دھکیل رہا ہے۔ ہم پاکستانی بھارت کی اس آبی جارحیت کا جواب دینے کی بجائے پنجاب اور سندھ پانی کے مسئلہ پر باہم دست و گریباں ہیں۔ اچانک سرائیکی صوبہ کا مسئلہ بڑی شدت سے کھڑا کر دیا گیا ہے۔ بہاولپور کو بھی الگ صوبہ بنانے کی باتیں شروع ہو گئی ہیں۔ ہم پاکستان میں زیادہ صوبے بنانے کے زبردست حق میں ہیں، لیکن اگر آپ صرف ایک صوبے کو تقسیم کریں گے اور یہ مسئلہ ایک خاص ٹائمنگ کے ساتھ اٹھائیں گے تو یہ بھی ایک اچھی خبر نہیں ہے۔ لوڈ شیڈنگ کا عذاب بھی روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اپنا لوڈ تو بڑی خوبصورتی سے شیڈ کر رہی ہے، لیکن عوام کی کمر انتہائی بے دردی سے توڑ دی گئی ہے۔ بلوچستان سے علیحدگی کے نعرے بلند ہو رہے ہیں۔ امریکہ اور بھارت کھلے عام علیحدگی پسندوں کی مدد کر رہے ہیں۔ تازہ خبر یہ ہے کہ امریکہ نے افغانستان کے صوبہ ہلمند میں ایک بہت بڑی جنگی کارروائی کا آغاز کیا ہے جو درحقیقت بلوچستان کی طرف بڑھنے کے لیے پہلا قدم ہے، تاکہ بلوچستان کے علیحدگی پسندوں کی عملی مدد کی جا سکے۔ اس قوم کے حوالہ سے وحشت ناک اور ڈراؤنی خبریں تو اور بھی بہت سی ہیں، لیکن صرف دو مزید خبریں آپ کی خدمت میں پیش ہیں، جو

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ　لاہور

ندائے خلافت

جلد 18　20 تا 26 رجب المرجب 1430ھ　14 تا 20 جولائی 2009ء　شمارہ 28

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود - ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mall:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 03-5869501
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......300 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا----------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

دونوں تازہ خبریں ہیں لیکن یہ فیصلہ آپ کریں گے کہ ان میں زیادہ روح فرسا کون سی ہے۔

ایوانِ صدر اور چیف جسٹس ایک مرتبہ پھر آمنے سامنے ہیں۔ عدلیہ اور انتظامیہ ایک بار پھر ٹکراتی دکھائی دیتی ہیں۔ چیف جسٹس نے گزشتہ دنوں حکومت کو متنبہ کیا تھا کہ وہ پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت کو منافع خوری کا ذریعہ نہ بنائے۔ اس پر حکومت نے پیٹرول کی قیمت میں اتنی معمولی کمی کی، لوگوں نے سمجھا اور یقیناً صحیح سمجھا کہ حکومت نے چیف جسٹس کا مذاق اُڑایا ہے۔ جس پر چیف جسٹس نے رانا بھگوان داس کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کردیا کہ وہ پیٹرلیم کی مصنوعات کی قیمتوں کا جائزہ لیں اور رپورٹ پیش کریں لیکن رپورٹ پیش ہونے سے پہلے ایک بار پھر پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کردیا گیا۔ پھر بجٹ کے موقع پر کاربن ٹیکس لگا کر قیمتوں میں مزید اضافہ کردیا۔ عدلیہ نے کاربن ٹیکس کو ناجائز قرار دے کر کالعدم کردیا، لیکن اگلے ہی روز صدارتی آرڈیننس کے ذریعے قیمتیں پھر بڑھادی گئیں۔ اب صدارتی آرڈیننس چیلنج ہوگا اور دنیا پاکستان میں ہونے والا ایک اور تماشا بغیر ٹکٹ دیکھے گی۔ بڑوں کی اس جنگ میں شامت بالآخر چھوٹوں کی آئے گی۔

ایک خبر یہ بریک ہوئی ہے کہ بھارت نے افغانستان میں پانچ سو افراد کو جن میں پاکستانی، افغانی اور بھارتی شامل ہیں، 25 ملین ڈالر کی لاگت سے یہ ٹریننگ دی ہے کہ کس طرح پاکستان کے ایٹمی اثاثہ جات کو تباہ کرنا ہے۔ خبر یہ ہے کہ دشمن اس حد تک آگے جانے کو تیار ہے کہ اگر پاکستان کے ایٹمی اثاثہ جات کو تباہ کرنے کی تمام کوششیں ناکام ہوجاتی ہیں تو آخری حربہ یہ اختیار کیا جائے گا کہ ان دہشت گردوں کو چھوٹا ایٹمی ہتھیار خود ہی فراہم کردیا جائے گا جو وہ افغانستان میں کہیں نیٹو افواج کے خلاف استعمال کریں گے اور اس پروپیگنڈے کا طوفان برپا کردیا جائے گا کہ یہ مسلمان انتہاپسندوں نے پاکستان کا چوری کیا تھا۔ پھر دنیا کو متحد ہوکر پاکستان کے ایٹمی اثاثہ جات پر حملہ کرنے کی ترغیب دی جائے گی۔ یہ خبر بریک کرنے والے گزشتہ دنوں میں بھارت کے ایک ایٹمی سائنس دان کی پُر اسرار گمشدگی اور بعد ازاں موت کو بھی اسی منصوبہ کا حصہ بتارہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اتنے بڑے واقعہ کو امریکی اور مغربی میڈیا نے بڑی محدود کوریج دی، اور بھارتی میڈیا نے تو تقریباً اس خبر کا بلیک آؤٹ کیا۔ ان خبروں کے حوالہ سے ہم مصور پاکستان علامہ اقبال کا یہ مشہور شعر قارئین کی نذر کریں گے۔

وطن کی فکر کر ناداں! مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں!

تنظیم	اسلامی	کا پیغام
نظام	خلافت	کا قیام

صبح

یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز
نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

(1) یہ صبح جو ہر روز سورج کے طلوع ہونے سے پیدا ہوتی ہے، اور جس سے آج کی صبح آنے والے کل کی صبح بن جاتی ہے، معلوم نہیں کہاں سے پیدا ہوتی ہے۔ مُراد یہ ہے کہ مجھے اس کے جغرافیے اور موسمیات کی تحقیق کی ضرورت نہیں۔

(2) لیکن وہ صبح جو انسانی جسم کے سیاہ خانے کے اندر لرزہ پیدا کردیتی ہے اور پوری کائنات کو بیدار کردیتی ہے، وہ صبح بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا ہوتی ہے، مراد یہ ہے کہ جب صبح کے وقت مؤذن اذان دیتا ہے اور اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (نماز نیند سے بہتر ہے) کی صدا لگاتا ہے تو مسلمانوں کے جسم میں اللہ کے خوف سے لرزہ پیدا ہوجاتا ہے اور وہ اُس کے لئے روحانی، ذہنی اور جسمانی طور پر بیدار ہوجاتے ہیں۔ یہی صبح اصلی صبح ہے۔ طلوعِ آفتاب کے بعد آنے والی صبح بے کار ہے۔

علامہ صاحب کا یہ کہنا کہ ''نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا'' محض تجاہل عارفانہ ہے۔ اُن کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ سحر طلوعِ آفتاب سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ سحر جس سے ہم آج اور کل کی گھڑیاں شمار کرتے ہیں، کیسے اور کہاں سے پیدا ہوتی ہے، یہ تو سب جانتے ہیں، لیکن یہ بات صرف میں جانتا ہوں کہ وہ سحر، جس سے یہ کائنات کانپ اٹھتی ہے، بندۂ مومن کی اذان سے پیدا ہوتی ہے، یعنی مومن کے نعرۂ تکبیر ''اللہ اکبر'' میں ایسی تاثیر ہے کہ ساری کائنات لرزہ براندام ہوجاتی ہے اور بڑے بڑے بُت سہم جاتے ہیں۔

اسلام کی تاریخ میں بندۂ مومن کی اذان سے ایسی سحر کے پیدا ہونے کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ یہاں صرف ایک مثال کا حوالہ کافی ہے۔ 7 جولائی 711ء کو جب طلوعِ آفتاب سے پہلے مسلمانوں نے سرزمینِ اُندلس میں فجر کی اذان دی اور جنگ سے پہلے اپنے سپہ سالار طارق کی امامت میں نماز ادا کی تو وہ سحر پیدا ہوئی، جس سے سپین کی سرزمین لرزہ براندام ہوگئی۔

شیطانی گروہ کا کردار اور اُس کا ہولناک انجام

سورۃ المجادلہ کی آیات 14 تا 22 کی روشنی میں

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید کے 26 جون 2009 کے خطبہ جمعہ کی تلخیص

[سورۃ المجادلہ کی آیات 14 تا 22 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

برادران اسلام! گزشتہ جمعہ میں سورۃ المائدہ کی آیات 53، 54 کی روشنی میں حزب اللہ میں شامل لوگوں کے اوصاف بیان کیے گئے اور یہ بات واضح کی گئی کہ آخری فتح اور غلبہ حزب اللہ ہی کو حاصل ہوگا، خواہ بظاہر حالات اس کے کتنے ہی ناموافق کیوں نہ ہوں۔ حزب اللہ کے مقابلے میں قرآن حکیم میں حزب الشیطان کا لفظ آیا ہے، یعنی شیطان کی پارٹی۔ وہ تمام لوگ حزب الشیطان کا حصہ ہیں، جو حزب اللہ میں شامل نہ ہوں، یا اُن کی ہمدردیاں اُن کے ساتھ نہ ہوں، بلکہ اس کے مخالفین کے ساتھ ہوں۔ یہ لوگ ہر دور میں موجود ہوتے ہیں۔ عہد نبویؐ میں جب آپؐ کی دعوت حق کے نتیجے میں حق بالکل واضح اور مبرہن ہو گیا، صالح لوگوں نے اسلام قبول کر لیا، لیکن بہت سوں نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دعوت حق کی مخالفت کی، بعض نے علانیہ اور بعض نے در پردہ۔ یہ لوگ حزب الشیطان کا حصہ تھے۔ آج بھی اللہ کی پارٹی اور شیطان کا لشکر دونوں برسرپیکار ہیں۔ حق و باطل کا معرکہ جاری ہے۔ اللہ کے پارٹی کے لوگوں کے اوصاف تو گزشتہ خطبہ میں بیان ہوگئے۔ اب اُس کے بالمقابل شیطان کے گروہ کا گھناؤنا کردار کیا ہے، اُس کو آج واضح کرنا پیش نظر ہے۔ اس گروہ کے کرتوتوں کو سورۃ المجادلہ کی آیات 14 تا 22 میں نمایاں کیا گیا ہے۔ ان آیات کی روشنی میں آج ہم اپنا جائزہ بھی لے سکتے ہیں کہ عملاً ہم کس گروہ کے ساتھ کھڑے ہیں۔ انفرادی طور پر بھی ہم میں سے ہر شخص اپنا جائزہ لے لے اور اجتماعی طور پر بھی یہ دیکھا جائے کہ آیا ہم حزب اللہ کا حصہ ہیں یا حزب الشیطان کا!

آیئے، ان آیات کا مطالعہ کریں۔

سورۃ المائدہ میں بات کا آغاز یہود و نصاریٰ سے دوستی کی ممانعت سے کیا گیا تھا اور ساتھ ہی واضح کیا گیا تھا کہ جو لوگ اُن کے ساتھ دوستی کریں گے، وہ انہی میں سے ہوں گے، وہ خواہ اپنے تئیں کتنے ہی دیندار ہونے کا دعویٰ کریں، خواہ کعبۃ اللہ کی چھت پر ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگانے کا چرچا کریں۔ یہاں (دوسرے رکوع میں) حزب الشیطان کے اوصاف میں پہلی صفت ہی یہود سے دوستی بتائی گئی ہے۔ فرمایا:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ﴾

''بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو ایسوں سے دوستی کرتے ہیں جن پر اللہ کا غضب ہوا۔''

نبی کریم ﷺ سے فرمایا جا رہا ہے کہ اے نبیؐ، کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو مغضوب قوم سے رشتہ موالات رکھتے ہیں۔ مغضوب قوم سے مراد یہود ہیں۔

یہود کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہان والوں پر فضیلت عطا فرمائی تھی۔ وہ دو ہزار برس تک اللہ کی نمائندگی کے منصب پر فائز رہے۔ اُن میں بے شمار نبی اور رسول آئے۔ اُن پر کتابیں اُتریں۔ لیکن جب اِس قوم نے شریعت کو بازیچۂ اطفال بنا دیا تو اُس پر خدا کا غضب ہوا، اور وہ ذلت اور رسوائی کے عذاب سے دوچار ہوئی۔ جب نبی آخر الزماں کی بعثت ہوئی تو حق واضح ہو جانے کے باوجود انہوں نے حق کی مخالفت کی، اور آپؐ کو سچا اور برحق جاننے کے باوجود حسد اور تعصب کی بنا پر آپؐ پر ایمان نہیں لائے کہ نبی کی بعثت ہماری قوم (بنی اسرائیل) میں سے کیوں نہیں ہوئی، بنی اسمٰعیل میں سے کیوں ہوگئی۔ یہودیوں نے ایسا کر کے وہی روش اپنائی جو شیطان نے اپنائی تھی۔ اللہ نے جب ملائکہ اور عزازیل کو حضرت آدمؑ کو سجدہ کا حکم دیا تو فرشتوں نے تو حکم کی تعمیل کی مگر عزازیل نے تکبر کی وجہ سے حکم ماننے سے انکار کر دیا، جس کی بنا پر وہ راندۂ درگاہ ہوا۔ یہودی بھی حق کی مخالفت کر کے عملاً شیطان کے ایجنٹ بن گئے اور وہ گزشتہ چودہ سو سال سے ایجنٹ کا یہ کردار ادا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اس دور میں تو اُن کا یہ کردار بالکل نمایاں ہو گیا ہے۔ خود امریکہ میں اُن کے بارے میں کئی ایسی کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ یہودی شیطان کے ایجنٹ ہیں اور یہ دنیا بھر میں شیطانی تہذیب اور شیطانی نظام کو غالب کرنا چاہتے ہیں۔

یہودی شیطان کے ایجنٹ ہیں، جو پوری دنیا پر شیطانی تہذیب اور شیطانی نظام کو مسلط کرنا چاہتے ہیں

یہ آیات بنیادی طور پر تو منافقین مدینہ کے بارے میں نازل ہوئیں جو یہود کے شیطانی گروہ سے دوستی رکھتے تھے، لیکن قرآن نے درحقیقت رہتی دنیا تک ایک آئینہ دے دیا ہے، کہ جو بھی ان اوصاف کا حامل ہوگا، وہ شیطانی گروہ کا فرد ہوگا۔ ہر شخص اس آئینے میں اپنی شبیہ دیکھ لے اور اپنی حیثیت کا خود

فیصلہ کرلے۔ یہ بات کتنے افسوس کی ہے کہ آج ہمارے حکمران بھی یہود و نصاریٰ سے قربتیں بڑھاتے ہیں اور اُن کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لئے اپنے تمام وسائل اور اختیارات استعمال کر رہے ہیں۔ وقت اور مقامات تبدیل ہو جانے کے باوجود صورتحال آج بھی ویسی ہے، جیسی کل تھی۔

آیت کے دوسرے حصے میں اس روش کے حامل لوگوں کی اصلیت کو بے نقاب کیا گیا۔ فرمایا:

﴿ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٤﴾﴾

"وہ نہ تم میں ہیں نہ اُن میں اور جان بُوجھ کر جھوٹی باتوں پر قسمیں کھاتے ہیں۔"

منافقین جب یہود کے پاس جاتے تو کہتے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور جب نبیؐ کے پاس آتے تو قسمیں کھاتے کہ ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ اللہ نے واضح کیا کہ یہ نہ تمہارے ساتھ ہیں، نہ ہی اُن کے ساتھ ہیں بلکہ یہ حقیقت میں اپنے مفادات کے اسیر ہیں۔ جدھر فائدہ نظر آتا ہے، اُدھر ہو جاتے ہیں۔ ہمارے اس دور میں بھی ہوا۔ پرویز مشرف امریکہ کی ایک فون کال پر اُس کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے اور قوم کے سامنے یہ گردان کرتے رہے کہ میں قوم کے وسیع تر مفاد میں امریکہ کا ساتھ دے رہا ہوں۔ درحقیقت انہوں نے مسلمانوں سے غداری کی، اسلام سے بغاوت کی کہ امریکی ڈکٹیشن پر اُسے طالبان کی اسلامی حکومت کے خلاف لاجسٹک سپورٹ فراہم کی، اور یہ سب کچھ انہوں نے اپنے ذاتی مفادات کے لئے کیا۔ بظاہر تو انہوں نے "سب سے پہلے پاکستان" کا نعرہ لگایا (اگرچہ اصولی طور پر یہ نعرہ بھی درست نہیں، اس لئے کہ سب سے پہلے اسلام ہے) لیکن درحقیقت "سب سے پہلے میں" کو پیش نظر رکھا۔ وہ امریکی ایجنڈے کو اس لئے آگے بڑھاتے رہے، تاکہ اُن کی کرسی مضبوط ہو۔ انہوں نے قوم کے ساتھ ہر ہر معاملے میں جھوٹ بولا۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ہمارے علاقوں پر امریکی جہاز بمباری کرتے رہے، وہ ان حملوں کی ذمہ داری اپنے سر لیتے رہے اور کہتے رہے کہ یہ حملے ہم نے کئے ہیں۔ چند سال پہلے جب ڈومہ ڈولا کے ایک مدرسہ پر امریکہ نے بمباری کی، جس میں 80 سے زائد بچے شہید ہوئے، اس پر بھی کہا گیا کہ یہ کارروائی ہم نے کی، تاکہ دہشت گردوں کو ہلاک کریں۔ افسوس کہ پرویزی اقتدار کے بعد اب بھی وہی پالیسی چل رہی ہے۔ امریکہ آئے روز ڈرون حملے کر کے ہماری خودمختاری کے پرخچے اڑاتا ہے، ہمارے بے گناہ لوگوں کو شہید کرتا ہے، لیکن ہمارے حکمران اپنے ملک اور عوام کے دفاع اور اس پر احتجاج کی بجائے اس معاملے میں درپردہ امریکہ کا ساتھ دے رہے ہیں۔ یہ ظلم حکمرانوں کی مرضی سے ہو رہا ہے۔ ایک مسلمان اس قدر گھٹیا کردار کا مرتکب بھی ہو سکتا ہے، اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ دراصل یہ گھٹیا پن اور کردار کا دیوالیہ پن اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب آدمی کے اندر منافقت آ جاتی ہے۔

منافقت کی روش اپنانے والوں کی سزا کیا ہے۔ فرمایا:

﴿ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٥﴾﴾

"اللہ نے اُن کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ یہ جو کچھ کرتے ہیں، یقیناً بُرا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو انتخاب کی آزادی عطا کی ہے، وہ چاہے تو اللہ کی فرماں برداری کی راہ اپنائے اور چاہے تو اس سے سرکشی اور بغاوت کے راستہ پر چلے، معصیت اور شیطنت میں شیطان سے بھی آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔ لیکن آخرت میں اُس کو اپنے کئے کا حساب دینا ہوگا۔ جو لوگ دنیا میں منافقت کی روش اپنائیں گے انہیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے، کہ اللہ نے اُن کے لئے سخت ترین عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور یہ عذاب اس لئے تیار کیا ہے کہ وہ بہت بُری حرکتیں کرتے ہیں۔ وہ اسلام کے خلاف کفار کا ساتھ دیتے ہیں۔ ہمارے حکمرانوں کے افعال دیکھئے، کیا اُن کے اقدامات اور پالیسیاں اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں

عجیب بات ہے، امریکہ آئے روز ڈرون حملے کر کے ہماری خودمختاری کے پرخچے اڑاتا ہے، ہمارے بے گناہ لوگوں کو شہید کرتا ہے، لیکن ہمارے حکمران اپنے ملک اور عوام کے دفاع کی بجائے اس معاملے میں درپردہ امریکہ کا ساتھ دے رہے ہیں

پریس ریلیز 3 جولائی 2009

امریکی تسلط عذاب الٰہی کی ایک شکل ہے۔ اس عذاب سے بچاؤ کی صورت یہ ہے کہ ہم امریکی غلامی ترک کر کے خود دین پر عمل کریں اور اسے ملک میں نافذ کریں

حافظ عاکف سعید

امریکی تسلط عذاب الٰہی کی ایک شکل ہے۔ ہم اللہ کی غلامی چھوڑ کر نفس اور شیطان کے پیچھے چل پڑے، جس کی وجہ سے عذاب میں گھرے ہیں۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ ہماری اخلاقی پستی کا حال یہ ہے کہ ٹاپ لیول پر وعدے کی کوئی اہمیت نہیں۔ عوام اپنے مسائل میں الجھے ہوئے ہیں۔ دینی طبقات کے سامنے منکرات بڑی تیزی سے پھیل رہے ہیں اور وہ خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہے ہیں، حالانکہ علماء کا سب سے اہم کام منکرات سے روکنا ہے۔ دوسری طرف 90% آبادی والے مسلمانوں کے ملک میں دین و شریعت کے نفاذ کی راہ میں خود حکمران سب سے بڑی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ ایسی صورت میں اللہ کے عذاب سے ہم صرف اسی طور پر محفوظ رہ سکتے ہیں کہ امریکی غلامی ترک کر کے خود دین پر عمل کریں اور اسے ملک میں نافذ کریں، پھر امریکہ تو کیا کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی، پاکستان

ہیں۔ یقیناً ایسا نہیں ہے۔ وہ امریکہ کے دباؤ کے تحت اور ذاتی مفادات کی خاطر اپنے ہی مسلمان بھائیوں پر بمباری کر رہے ہیں۔ اس وقت سوات اور وزیرستان میں جو فوجی آپریشن ہو رہا ہے، اُسے قومی مفادات کا تقاضا کہا جا رہا ہے، لیکن در حقیقت یہ اجتماعی خودکشی ہے، جو ہم کر رہے ہیں۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ پرویزی دور کی پالیسیاں اب بھی پورے طور پر چلی آ رہی ہیں۔ ان میں ذرا برابر فرق نہیں آیا۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہم اپنے عوام کے خلاف تباہ کن آپریشن کر رہے ہیں، جس کے نتیجہ میں ایک طرف 35 لاکھ افراد ہجرت کر کے، ادھر ادھر بے یار و مددگار پڑے ہیں اور دوسری جانب سینکڑوں افراد بے گناہ مارے جا رہے ہیں۔ اپنی قوم کے ساتھ اس قسم کا ناروا سلوک کوئی بھی مخلص حکمران نہیں کر سکتا۔

آپریشن کے ذریعے تباہی و بربادی کر کے اب اس قسم کے اندیشے ظاہر کیے جا رہے ہیں کہ مہاجر کیمپوں سے لاکھوں لوگ طالبان بن کر نکلیں گے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ حکمرانوں نے یہ سب کچھ پہلے کیوں نہ سوچا؟ ہمارے شہ دماغوں کے ذہن میں یہ بات کیوں نہ آئی کہ طالبان تو پاکستان کے سب سے زیادہ وفادار تھے، وہ تو صرف شریعت کا نفاذ چاہتے تھے، پھر وہ ہمارے خلاف کیوں ہو گئے؟ وجہ صاف ظاہر ہے۔ ہم روزِ اوّل سے امریکہ کی جنگ میں اس کے اتحادی بنے ہوئے ہیں، اور اُس کے کہنے پر ہر وہ کام کر رہے ہیں جس کا حکم واشنگٹن سے آتا ہے۔ ہم امریکہ کے کہنے پر ان لوگوں پر امریکی جنگ مسلط کر رہے ہیں، بے گناہ لوگوں کو مار رہے ہیں، اُن کے گھروں پر شیلنگ اور بمباری کر رہے ہیں، اُن کے بچوں کو خاک و خون میں غلطاں کر رہے ہیں۔ جب ہماری روش یہ ہوگی تو آپ کا کیا خیال ہے۔ اس کا ردعمل نہیں ہوگا؟ اور یہ لوگ یونہی خاموش رہیں گے؟ خدارا، امریکی جنگ سے علیحدگی اختیار کیجیے۔ ردعمل اور انتقام کے جذبات میں بپھرے ہوئے لوگوں کو منانے میں دیر نہیں لگے گی، ان شاء اللہ۔

آگے فرمایا:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَیْمَانَھُمْ جُنَّۃً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَلَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ﴿۱۶﴾﴾

”انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا اور (لوگوں کو) اللہ کے رستے سے روک دیا ہے۔ سو اُن کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔“

منافقین رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اپنی غلط روش کو چھپانے، اپنے جرائم پر پردہ ڈالنے اور اپنی وفاداری کا یقین دلانے کے لئے جھوٹی قسموں کا سہارا لیتے تھے۔ آپ کو معلوم ہوتا تھا کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں، مگر اپنی مروت اور شرافت کی وجہ سے انہیں یہ نہ فرماتے کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ ان لوگوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔ یہ اپنے دعویٰ ایمان میں سچے نہیں۔ اُن کی اصلیت کچھ اور ہے۔ یہ تو لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔ ان کے سیاہ کرتوتوں کی سزا یہ ہے کہ انہیں توہین آمیز عذاب سے دوچار کیا جائے گا، جو سخت تباہی اور خسارے کی بات ہے۔ اور اس عذاب سے بچاؤ کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ چنانچہ آگے فرمایا:

﴿لَنْ تُغْنِیَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا ؕ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾﴾

”اللہ کے (عذاب کے) سامنے نہ تو اُن کا مال ہی کچھ کام آئے گا اور نہ اولاد ہی (کچھ فائدہ دے گی)۔ یہ لوگ اہل دوزخ ہیں۔ اس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے۔“

انہیں اپنی منافقانہ روش کے بدلے میں جس عذاب مہین کا سامنا کرنا پڑے گا، یہ چاہیں گے کہ اپنے بیٹے اور مال بطور فدیہ دے کر اس سے خلاصی پا لیں، مگر یہ ممکن نہ ہوگا۔ اُن کا مال اور اولاد اللہ کے مقابلے میں اُن کے کچھ کام نہ آئے گا۔ یہ جہنم کا ایندھن بنیں گے اور اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ (جاری ہے)

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی واہ کینٹ کے ملتزم رفیق اور مرکزی شوریٰ کے رکن جناب شفاء اللہ کی کار الٹنے سے اُن کے دائیں کندھے کی ہڈی میں فریکچر ہو گیا ہے۔

☆ تنظیم اسلامی کے مرکزی نائب ناظم نشر و اشاعت جناب محمد سمیع پھوڑوں سے شدید علیل ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے رفیق محمد یوسف زاہد پٹھوں کی کمزوری کی وجہ سے آنکھوں کی بینائی متاثر ہو گئی ہے۔

☆ دفتر تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ڈویژن کے معتمد محمد یونس ایک عرصہ سے پاؤں کی ہڈی کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔

رفقاء و احباب اور قارئین ندائے خلافت سے بیماروں کے لئے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

ضرورت آفس کلرک

مکتبہ خدام القرآن لاہور میں آفس کلرک کی آسامی خالی ہے۔ امیدوار کے لئے F.A پاس ہونا اور کمپیوٹر کی تعلیم لازمی ہے۔ واک ان انٹرویو کے لئے صبح 9 بجے سے دوپہر 1 بجے تک ہمراہ تعلیمی اسناد مدیر عمومی رَ منتظم عمومی کے دفتر تشریف لائیں۔

برائے رابطہ:

مدیر عمومی قرآن اکیڈمی

K-36 ماڈل ٹاؤن، لاہور

فون: 3-042-35869501

ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة

دعوتِ دین کے مؤثر، مختصر، جامع، جدید ترین اور سائنٹفک طریق کار کے تعارف اور عملی تربیت کے لیے

سہ روزہ **خیمۂ دعوت و خطابت**

آغاز بعد نماز فجر — اختتام بعد نماز عشاء

قیام و طعام بلا معاوضہ

یکم تا 3 اگست 2009ء
ہفتہ، اتوار، سوموار

مسجد بلالؓ
جھوک نواز۔ ضلع وہاڑی (پنجاب)

پروگرام میں شرکت آپ کی تحریکی اور دعوتی زندگی کا خوشگوار اور حیرت انگیز تجربہ ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ دین کی تعلیم سے اس کے ابلاغ تک سالوں، مہینوں اور ہفتوں کا کام ملٹی میڈیا، پروجیکٹر اور وائٹ بورڈ کی مدد سے صرف چند گھنٹوں میں مکمل کیجیے۔

اولیت
حب الٰہی، فکر آخرت اور عزم انقلاب اسلامی

زیر انتظام
* تفہیم دین، خدمتِ خلق، اتحاد امت اور غلبہ اسلام کا علمبردار
* تحریکی مقاصد کے حصول کے لیے جماعتی احباب کا قائم کردہ ادارہ

روشنی کا پیامبر **بلالؓ اسلامک سنٹر** جھوک نواز ضلع وہاڑی (پنجاب)

برائے رابطہ

محمد رفیق نظامی ایڈووکیٹ	اللہ داد نظامی	عبدالغفار بھٹو (منصوبہ منتظم)	علی شیر زاہد
0300-7599197	0302-6997231	0300-2828128	0333-6925152
	0334-4366743	0322-2828128	0321-7723064

میڈیا......اسلام کے خلاف مغرب کا مؤثر ہتھیار

پروفیسر عبدالعظیم جانباز

موجودہ دور میڈیا کا دور ہے۔ غور کیا جائے تو محسوس ہوگا کہ مغرب محض مؤثر اور طاقتور میڈیا کے ذریعے ہی ہمارے ذہنوں پر حکومت کر رہا ہے۔ یہاں ہم سے مراد صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ پاکستان جیسے وہ تمام مسلم ممالک اس فہرست میں شامل ہیں جہاں سیاسی شعور کا فقدان ہے، جہالت عروج پر ہے اور تعلیم یافتہ طبقہ ہر قسم کی راہنمائی کے لئے مغرب کی جانب دیکھتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ ایک طرح سے ہمارے پڑھے لکھے طبقے کا احساسِ کمتری ہے کہ وہ مغرب کے ایجاد کردہ ہر لفظ، اصطلاح اور محاورے کو یوں قبول کر لیتا ہے جیسے یہ الہامی بات اور مقدس لفظ ہو۔ چنانچہ مغربی میڈیا وقتاً فوقتاً نئے نئے شوشے چھوڑتا رہتا ہے، جن کا مقصد ہماری سوچ کو متاثر کرنا اور ہماری فکر کو ایک خاص رخ پر ڈالنا ہوتا ہے۔ موجودہ دور جسمانی غلامی کا نہیں، ذہنی غلامی کا ہے۔ ماضی میں جب کمزور لوگوں کو غلام اور کمزور ملکوں کو تجارتی مقاصد کے لئے کالونی بنایا جاتا تھا تب مغربی ممالک نے پسماندہ اقوام کی ایک بڑی تعداد کو اپنا جسمانی غلام بنا رکھا تھا، اس دور میں انسانی حقوق کا کہیں ذکر نہیں تھا، کیونکہ انسانی حقوق کا فلسفہ نہ صرف مغربی استعمار کے مفادات کے منافی تھا بلکہ اُس کی نفی بھی کرتا تھا۔ اس طرح مغربی ممالک کئی صدیوں تک پسماندہ ممالک کو اپنی کالونیاں بنا کر ان کے وسائل کو اپنی صنعتی وتجارتی ترقی کے لئے استعمال کرتے رہے۔ اگر آپ لندن، پیرس اور روم جیسے خوبصورت شہروں کی بڑی بڑی شاہراہوں، عمارتوں اور صنعتی مراکز کی بنیادوں میں جھانکیں تو ان میں سے آپ کو اپنے بزرگوں کے خون پسینے کی خوشبو آئے گی۔

جب ان استعماری قوتوں کو آزادی کی تحریکوں کے سامنے ہتھیار ڈال کر مقبوضہ ممالک سے رخصت ہونا پڑا تو پھر انہیں جمہوری اقدار اور انسانی حقوق کا خیال آیا۔ چنانچہ انسانی حقوق کے دفاع کے لئے عالمی سطح پر انجمنیں بنائی گئیں۔ کل تک انسانوں کو حیوانوں سے کم تر سمجھنے والے چند ہی برسوں میں انسانی حقوق کے ٹھیکیدار بن گئے۔ گویا پرانا شکاری نیا جال لے کر آ گیا۔ اگرچہ اس وقت یہ انجمنیں بعض ممالک میں بہت مفید کام کر رہی ہیں، تاہم جن ممالک میں اولادِ آدم کو مغربی اقوام کی ملی بھگت سے کچلا جا رہا ہے، وہاں انسانی حقوق کی یہ انجمنیں بالکل آواز نہیں اٹھاتی ہیں، بلکہ عملاً بے کار اور غیر مؤثر ہیں۔

گزشتہ چند برسوں سے اولادِ آدم کے انسانی حقوق کی حفاظت کی اجارہ داری امریکہ بہادر کے پاس ہے۔ ادھر مغربی میڈیا نے انسانی حقوق کو ایک آئیڈیالوجی بلکہ مذہب کا درجہ دے دیا ہے۔ جس سے امریکہ کو یہ استحقاق حاصل ہو گیا ہے کہ وہ کسی بھی ایسے ملک کے اندرونی معاملات میں دخل دے سکتا ہے، بلکہ اسے دہشت گرد قرار دے کر سزا کا حق دار ٹھہرا سکتا ہے، جہاں انسانی حقوق پر زد پڑتی ہو۔ کس ملک میں انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں؟ اس کا فیصلہ بھی امریکہ ہی کرے گا۔ چنانچہ امریکہ عراق پر بمباری کر کے سینکڑوں معصوم شہریوں کو موت کی نیند سلا دے تو وہ انسانی حقوق کے حوالے سے درست اقدام قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن بوسنیا میں ہزاروں معصوم مسلمان سربیائی ظلم کی بھینٹ چڑھ جائیں تو امریکہ کے ضمیر میں خلش نہیں ہوتی کیونکہ بوسنیا مسلمان ملک ہے۔ اسی طرح پاکستان اگر کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی اخلاقی امداد کرے تو وہ سزا کا مستحق ہے، لیکن بھارت اگر ہزاروں مسلمانوں کو گولی کا نشانہ بنا دے، تو اس سے چشم پوشی برتی جائے گی۔

انسانی حقوق کے حوالے سے مجھے ایک دلچسپ واقعہ یاد آیا، جو ایک کالم نگار نے اپنے کالم میں بیان کیا تھا۔ موصوف نے لکھا کہ مجھے ایک بین الاقوامی سیمینار میں شرکت کے لئے سان فرانسسکو جانے کا موقع ملا۔ اس سیمینار میں ایشیائی ممالک کے سکالرز کے علاوہ مختلف امریکی یونیورسٹیوں سے بھی ممتاز پروفیسرز صاحبان بلائے گئے تھے۔ سیمینار کے آغاز سے ایک روز قبل میں نے ٹی وی آن کیا تو ایک دلچسپ خبر مع تبصرہ سننے کو ملی۔ کیلی فورنیا کی ریاست میں جنگلات کے وسیع ذخیرے پائے جاتے ہیں۔ وہاں عمارتوں کی تعمیر میں لکڑی بہت زیادہ استعمال ہوتی ہے۔ اس لئے سال بھر ان جنگلوں میں کٹائی کا عمل جاری رہتا ہے۔ خبر یہ تھی کہ کٹائی کے دوران ماہرین جنگلات کو اچانک یہ پتہ چلا کہ اس جنگل میں ایک اُلّو نے مستقل اپنا ”گھر“ بنا رکھا ہے۔ اور جب سے ایسے درختوں کی کٹائی کا سلسلہ شروع ہوا ہے، اُلّو ”صاحب“ اداس رہنے لگے ہیں۔ اُلّو کی اداسی کی خبر پر اس علاقے میں احتجاج ہوا اور کیلی فورنیا کی حکومت نے جنگل کی کٹائی روک دی جس سے لکڑی کی قیمت میں اضافہ ہو گیا اور گھروں کی تعمیر قدرے مہنگی ہو گئی۔ کالم نگار کہتے ہیں کہ میں نے یہ خبر اور اس پر تبصرہ ٹیلی ویژن پر سنا تو گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اگلے دن سیمینار کے دوران چائے کا وقفہ ہوا تو میں نے ممتاز امریکی پروفیسر صاحبان سے اس خبر کا تذکرہ کیا۔ وہ پہلے ہی اس سے آگاہ تھے لیکن جب میں نے اس کا ذکر کیا تو ان کے چہرے خوشی سے گلاب کی مانند کھل گئے۔ اس صورت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے یہ سوال داغ دیا کہ ”آپ نے ایک پرندے کی اداسی کی خاطر جنگل کی کٹائی روک کر لکڑی کی قیمت میں اضافہ برداشت کر لیا لیکن کچھ عرصہ قبل جب عراق کے معصوم شہریوں پر بموں کی بارش کی جا رہی تھی تو آپ کیوں خاموش رہے۔ کیا آپ کو ایک جانور مسلمان کی زندگی سے زیادہ عزیز ہے؟ میرے اس سوال سے ان کے چہرے کے رنگ اڑ گئے۔ اس واقعے سے آپ امریکہ کی انسانی حقوق سے کمٹ منٹ کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

بات یہاں سے چلی تھی کہ آج کا دور میڈیا کا دور ہے۔ میڈیا بدقسمتی سے یہودیوں کے قبضے میں ہے اور یہودیوں کا نشانہ بہرحال اسلام اور مسلمان ہیں۔ اب جب کہ مغربی ممالک مزید ترقی یافتہ ممالک سے بوریا بستر لپیٹ کر رخصت ہو چکے ہیں تو انہوں نے ان ممالک پر حکمرانی کا ایک نیا طریقہ وضع کیا ہے اور وہ طریقہ ہے میڈیا کے زور پر ذہنوں پر حکومت کرنا۔ نصف صدی قبل جسمانی غلامی کا دور تھا جبکہ موجودہ زمانہ ذہنی غلامی کا زمانہ ہے۔ جسمانی غلامی بھی ہمارا مقدر تھی اور ذہنی غلامی بھی ہماری ہی قسمت کا حصہ ہے۔ سوچئے تو سہی کہ اس کی وجوہات کیا ہیں؟

مغربی میڈیا جب چاہتا ہے کوئی نئی اصطلاح اور کوئی نیا شوشہ چھوڑ دیتا ہے۔ دنیا کے بہترین رسائل جن میں ادبی، تحقیقی اور سیاسی پرچے شامل ہیں۔ مغربی ممالک سے شائع ہو کر ساری دنیا میں پھیل جاتے ہیں۔ ان رسائل میں اکثر اوقات ایک خاص نقطۂ نظر کو پیش کیا جاتا ہے، جو مغربی دنیا کے مفادات کے عین مطابق ہوتا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ عالمی شہرت کے رسالے ٹائم، اکانومسٹ اور نیوز ویک پر یہودی لابی غالب ہے۔ یہ رسالے ہر ہفتے بین الاقوامی سیاست پر تبصرے کرتے اور تجزیے شائع کرتے ہیں جنہیں ہم من وعن مقدس تحریر سمجھ کر یوں قبول کر لیتے ہیں جیسے یہ آسمانی وحی ہو۔ اور پھر ہر محفل میں ان تبصروں کو ٹائم اور نیوز ویک کے حوالے سے آگے بیان کرتے ہیں۔ ہم نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت نہیں کی عراق ہو، ایران ہو، بوسنیا ہو یا کشمیر، یہ رسائل اپنے تجزیوں میں ڈنڈی ضرور ماریں گے اور کسی نہ کسی طرح اسلام اور مسلمان سے اس طرح چٹکی ضرور لیں گے کہ قاری کو محسوس بھی نہ ہو اور الفاظ اپنا کام کر جائیں۔ عراق، کویت جنگ اور انقلاب ایران کے دوران ان رسائل نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور عالمی رائے عامہ کو اپنی ضروریات کے سانچے میں ڈھالا۔ صرف میڈیا ہی کا کمال ہے کہ کوئی بھی مسلمان ملک خواہ اپنے موقف میں کتنا ہی حق بجانب کیوں نہ ہو عالمی سطح پر معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور وہ سربراہان حکومت جو مغربی مفادات کے خلاف کام کرتے ہیں، انہیں تمسخر کا نشانہ بنا دیا جاتا ہے۔ غور کیجیے تو محسوس ہو گا کہ یہ ایک طرح سے ہماری غلامانہ ذہنیت کی علامت ہے۔

کبھی کبھی یوں بھی ہوا ہے کہ جب کسی ناقابل قبول حکمران کو بدلنا مقصود ہوتا ہے تو میڈیا سے ہراول دستے کا کام لیا جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ مغربی میڈیا بڑی طاقتوں کی خفیہ ایجنسیوں کی ملی بھگت سے ایسے حکمرانوں کی ذاتی زندگی اور قومی کردار کے بارے میں من گھڑت کہانیاں شائع کرتا ہے اور آزادی اظہار کے نام پر ان شخصیات کی اس طرح کردار کشی کی جاتی ہے کہ نہ صرف عالمی سطح پر ان کا امیج خراب ہوتا ہے بلکہ خود ان ممالک کے عوام بھی اپنے حکمرانوں سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ آپ نے اکثر مشاہدہ کیا ہو گا کہ بڑی طاقتوں کے ذریعے "ناپسندیدہ حکمرانوں" کے بارے میں عجیب وغریب خفیہ داستانیں عام کی جاتی ہیں جبکہ اپنے حواری اور پسندیدہ حکمرانوں کی ایسی حرکات چھپائی جاتی ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ موجودہ دور میں میڈیا کا کردار فیصلہ کن حیثیت اختیار کر گیا ہے اور جو مقاصد ماضی میں فوجی یلغار سے حاصل کیے جاتے تھے، وہ مقاصد اب میڈیا کی یلغار سے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

مغربی میڈیا کی مہربانی سے ایک مردہ اصطلاح میں جان ڈالی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک متروک اصطلاح پوری دنیا میں مقبول ہو گئی، وہ اصطلاح ہے fundamentalism یعنی بنیاد پرستی۔ امریکہ اور انگلینڈ میں شائع شدہ انگریزی لغات کے مطابق fundamentalism کا مطلب ہے کہ عیسائیت کے پرانے اعتقادات پر یقین رکھنا، موجودہ عیسائیت جو سائنس سے متاثر ہے اس کے مقابلے میں پرانی تعلیمات کو اور بائبل کے اصل الفاظ کو ماننا۔ عیسائیت میں تو بنیاد پرستی سمجھ میں آتی ہے کیونکہ عیسائیت میں وقت کے ساتھ ساتھ خاصی تبدیلی آئی بلکہ خود بائبل بھی اصلی حالت میں موجود نہیں رہی۔ اس کا سب سے بڑا مظہر یہ ہے کہ جس زبان (language) میں بائبل نازل ہوئی تھی وہ زبان بھی آج ختم ہو چکی ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان الہامی کتابوں کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود نہیں لی، سوائے قرآن مجید کے۔ قرآن مجید کے بارے میں فرمایا: ترجمہ "بے شک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن مجید) کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔" (القرآن)

> مغرب اسلام کے احیاء اور اسلامی ممالک میں عوامی سطح پر ابھرتی ہوئی مذہبی لہر سے خوف زدہ ہے جس کا مقابلہ کرنے کے لئے میڈیا نے بنیاد پرستی اور دہشت گردی کا شور مچایا ہوا ہے۔

لیکن جہاں تک اسلام کا تعلق ہے ہمارا ایمان ہے کہ اسلام بدلا ہے نہ قرآن، اور نہ ہی قیامت تک بدلے گا۔ اسلام کے بنیادی عقائد وہی ہیں جو ہمارے نبی کریم ﷺ نے بتائے تھے۔ اگرچہ اسلام میں مذہبی فرقوں کی کمی نہیں لیکن اختلافات تفصیلات پر ہیں نہ کہ بنیادی عقائد پر۔ چنانچہ اسلام میں دراصل بنیاد پرستی کا تصور اس طرح موجود نہیں جس طرح کہ عیسائیت میں ہے۔ لیکن مغربی میڈیا نے اسلام میں بنیاد پرستی کی اصطلاح ایجاد کر کے ان مسلمانوں کو نفرت اور تضحیک کا نشانہ بنایا ہے جو عملی طور پر مسلمان کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ ہر وہ مسلمان جو نماز پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے، اور دین کی دیگر تعلیمات پر عمل کرتا ہے اور سب سے بڑھ کر اس کے غلبے کے لئے کوشاں رہتا ہے، اسے مغربی میڈیا بنیاد پرست قرار دیتا ہے۔ ہمارے ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ "اگر مسلمان نماز پڑھتا ہے تو وہ بنیاد پرست ہے اور اگر وہ تہجد پڑھتا ہے تو پھر وہ بہر صورت دہشت گرد بھی ہے۔"

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ یہ اصطلاح چند برس قبل استعمال ہونی شروع ہوئی اور چند ہی برسوں میں اس نے دنیائے اسلام کو معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیا؟ مغربی میڈیا نے نہایت ہوشیاری سے بنیاد پرست کا مطلب، جاہل، ترقی دشمن، دہشت گرد، دقیانوسی اور کٹر نظریات کے حامل کے طور پر پیش کیا بلکہ اس قدر اس کا شور مچایا کہ ہر مسلمان ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ حضور میں بنیاد پرست نہیں ہوں، حالانکہ بنیاد پرستی کا مطلب فقط اسلام کے بنیادی عقائد پر عمل کرنا ہے۔ اس کا مطلب ہرگز دہشت گردی یا دقیانوسی نہیں۔ چنانچہ اب جب بھی کوئی مغربی صحافی اسلامی ممالک میں جاتا ہے اور سربراہان حکومت یا دوسری اہم ملکی شخصیات سے یہ سوال پوچھتا ہے کہ کیا آپ بنیاد پرست ہیں تو جواب ملتا ہے کہ ہم بالکل بنیاد پرست نہیں۔ ہم اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہوا کہ نعوذ باللہ ہم اسلام کے بنیادی ارکان پر یقین رکھتے ہیں، نہ عمل کرتے ہیں۔

خود مغربی میڈیا بنیاد پرستی کا لیبل لگانے میں کس قدر انصاف سے کام لیتا ہے اس کا اندازہ صرف اس ایک مثال سے لگائیے کہ جب تک گلبدین حکمت یار افغانستان میں روسی قبضے کے خلاف لڑ رہا تھا جس سے امریکی مفادات بھی حاصل ہوتے تھے تو وہ جنگِ آزادی کا ہیرو تھا، لیکن جب روس کی شکست کے بعد اس نے امریکی لائن پر چلنے سے انکار کیا تو مغربی میڈیا نے اسے بنیاد پرست کہہ کر مسترد کر دیا۔ گویا مغربی ممالک اپنے میڈیا کو ایک طرح سے ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں جو ایٹم بم سے کم خطرناک نہیں ہے۔

مغربی میڈیا نے اسلام کے تصور کو مسخ کیا ہے اور اس کا مفہوم بدل کر دنیائے اسلام کو معذرت خواہ بنا دیا

ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا پر خواتین کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کی وجہ اسلامی بنیاد پرستی کا بڑھتا ہوا رجحان قرار دیا جارہا ہے۔ اسلامی سزاؤں کو ظالمانہ سزائیں کہا جارہا ہے، پردے کے احکامات کا میڈیا پر سرِعام مذاق اڑایا جارہا ہے، جہاد کو دہشت گردی کا نام دیا جارہا ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ مغربی میڈیا جو کررہا ہے سو کررہا ہے، ہمارا اپنا میڈیا بھی کسی سے کم نہیں، جو آج تک جہاد اور دہشت گردی میں فرق نہیں کررہا۔ دہشت گردی ہمسایہ ملک میں ہوتی ہے، پابندی ہمارے یہاں مذہبی جماعتوں پر لگتی ہے، وہ بھی بغیر ثبوت کے۔ ہمارا اپنا میڈیا جہاد، دہشت گردی، پردے کے احکامات، اسلامی سزاؤں کے قوانین اور خواتین کے حقوق کے بارے میں جو پراپیگنڈا کررہا ہے، وہ حد درجہ قابل صد افسوس ہے۔ اسی طرح وہ اسلامی ممالک کو بھی جہاں اسلامی شرعی سزائیں نافذ ہیں، بنیاد پرستی کا طعنہ دیا جاتا ہے، حالانکہ ان معاشروں میں عورت جس قدر محفوظ ہے اس کا تصور بھی مغرب کے آزاد معاشرے میں نہیں کیا جاسکتا۔ سعودی عرب میں خواتین کے ساتھ زیادتی کے واقعات بہت کم ہوتے ہیں، جبکہ نیویارک میں ہر پانچ منٹ کے بعد عورت سے زیادتی کی واردات کی رپورٹ ہوتی ہے۔ کیا امریکہ بھی بنیاد پرست ہے کہ وہاں عورتوں سے زیادتی کے واقعات میں اضافہ ہورہا ہے؟ اگر ایسا نہیں تو مغربی ممالک میں تمام تر مادر پدر آزادی کے باوجود عورتوں سے زیادتی کے واقعات اتنی بڑی تعداد میں کیوں ہوتے ہیں۔

بہرکیف موجودہ دور میڈیا کا دور ہے۔ میڈیا کی لگام مغرب کے ہاتھ میں ہے اور وہ میڈیا کے زور پر ہمارے ذہنوں پر چھایا ہوا ہے۔ بنیاد پرستی کا پراپیگنڈا اسی مہم کا حصہ ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ مغرب اسلام کے احیاء اور اسلامی ممالک میں عوامی سطح پر ابھرتی ہوئی مذہبی لہر سے خوف زدہ ہے، جس کا مقابلہ کرنے کے لئے میڈیا نے بنیاد پرستی کے خلاف محاذ کھول رکھا ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ہمارا پڑھا لکھا طبقہ مغرب سے اس قدر متاثر ہے کہ وہ مغربی نظریات، تصورات اور اصطلاحات آنکھیں بند کرکے قبول کرلیتا ہے۔ گویا ہم نے مغرب سے جسمانی غلامی سے تو نجات حاصل کرلی ہے لیکن ذہنی غلامی کا طوق اپنی گردن سے نہیں اتار سکے...... ذہنی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لئے بھی اسی طرح کی تحریکیں چلانے کی ضرورت ہے جس طرح ہم نے جسمانی آزادی کے حصول کے لئے تحریکیں چلائی تھیں۔

IDP's

داخلی طور پر دربدر کردہ لوگ......؟

ڈاکٹر جاوید اقبال چودھری، راولپنڈی

مالاکنڈ ڈویژن میں تقریباً ڈیڑھ ماہ سے پاکستانی فوج ایک آپریشن میں مصروف ہے، جس کی وجہ سے تقریباً 35 لاکھ لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ کر مختلف علاقوں میں منتشر ہوچکے ہیں۔ ان کی زیادہ تعداد کیمپوں میں رہ رہی ہے، اور کم تعداد پاکستان میں یا تو اپنے رشتہ داروں کے پاس منتقل ہوچکی ہے یا پھر کرایوں کے مکانوں میں رہنے پر مجبور ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ آیا فوجی ایکشن کرنے کے لئے اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کو دربدر کرنا ضروری تھا؟

کسی بھی فوج کا اپنے ہی عوام پر چند سو عناصر کو ختم کرنے کے لئے اتنا بڑا ایکشن نہ صرف حیران کن ہے بلکہ حکمت عملی اور عقلی لحاظ سے ایک بہت بڑا سوالیہ نشان بھی ہے۔ میرے خیال میں اس آپریشن کی اصل غرض وغایت کو سمجھنے کے لئے ایک بے لاگ تجزیے کی ضرورت ہے، تاکہ لوگوں تک اصل حقیقت کو پہنچایا جاسکے، اور سرکاری اور نجی میڈیا نے لوگوں کے ذہنوں میں جو ایک تصویر کشی کی ہے اور اپنی مرضی کا جو ذہن تیار کیا ہے اس کا توڑ کیا جاسکے۔

اس فوجی ایکشن کو سمجھنے کے لئے ذرا کچھ عرصہ پہلے کی تاریخ پر نظر دوڑانا ہوگی۔

غزل اس نے چھیڑی مجھے ساز دینا
ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا!

آج سے تقریباً 15 سال پہلے کراچی پر ایم کیو ایم کا قبضہ ہوگیا۔ اس مافیا تنظیم نے کراچی میں حکومت کی رٹ تقریباً ختم کردی۔ نوگو ایریا بنالئے۔ جگہ جگہ گیٹ لگا کر بھتہ لیا جاتا تھا۔ دوکانداروں اور بڑے بڑے صنعت کاروں تک سے جگا ٹیکس وصول کیا جاتا تھا۔ بوریوں میں بند لاشوں کا ملنا روز کا ایک معمول تھا۔ ایم کیو ایم کے اس سانپ کو پالنے والا ایک فوجی آمر تھا اور اس کا مقصد کراچی سے جماعت اسلامی اور پیپلز پارٹی کا اثر ونفوذ ختم کرنا تھا۔ جب یہ جن بے قابو ہوگیا تو ہماری فوج اور ایجنسیوں نے اس کا قلع قمع کرنے کا سوچا۔ لہٰذا ایک آپریشن شروع کیا گیا۔ اس مقصد کے لئے پہلے ایجنسیوں کو کراچی میں داخل کیا گیا، اور ان کی نشاندہی پر تمام بڑے بڑے بھتہ خوروں کو چن چن کر مارا گیا۔ لیکن نہ ہی آسمان سے گن شپ ہیلی کاپٹروں اور جیٹ طیاروں کے ذریعے بمباری کی گئی اور نہ ہی لوگوں کو گھروں سے بے گھر کیا گیا۔ اس وقت بھی پیپلز پارٹی کی حکومت تھی۔ نصیر اللہ بابر جو اس وقت وزیر داخلہ تھے اور جنرل آصف نواز جنجوعہ آرمی چیف تھے، ان دونوں حضرات نے کمال حکمت عملی سے کام کرتے ہوئے کراچی کو بدمعاشوں سے صاف کردیا۔ شاید اس وقت عالمی طاغوت کو بھی اس ایکشن سے دلچسپی نہ تھی اور دوسرا ان لوگوں کا جرم نفاذ شریعت کا مطالبہ بھی نہ تھا۔

ذرا سوچئے، کیا یہ طریقہ مالاکنڈ اور سوات میں نہیں آزمایا جاسکتا تھا؟ اگر وہاں ایجنسیوں کے لئے جغرافیائی حالات سازگار نہ تھے تو کیا شریعت نافذ کرنے کے بعد طالبان اور صوفی محمد کی مدد سے غیر ملکی ایجنٹوں اور تخریب کاروں کا قلع قمع نہیں کیا جاسکتا تھا؟ اس کی صوفی محمد نے پیش کش بھی کی تھی کہ اگر نظام عدل نافذ کردیا جائے تو ہم لوگ حکومت کی رٹ بحال کرنے کے لئے بلامعاوضہ حکومت کے دست وبازو بنیں گے۔ لیکن یہاں تو نیت اور ارادے ہی کچھ اور تھے۔

اب ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیے۔ بلوچستان میں رٹ آف گورنمنٹ کی حالت یہ ہے کہ وہاں بہت سے اداروں میں قومی ترانہ پڑھنے کی اجازت نہیں، اور نہ ہی پاکستان کا جھنڈا کہیں لہرایا جاسکتا ہے۔ پنجابی آبادکاروں کو روزانہ قتل کیا جارہا ہے۔ کوئی سرکاری افسر (غیر بلوچی) وہاں جانے کو تیار نہیں۔ بلوچ لبریشن آرمی علیحدگی کے لئے مسلح جدوجہد کررہی ہے، اور ان کو را اور موساد کی حمایت

حاصل ہے۔کوئی فوجی بغیر اسلحہ کے اپنی بیرک سے باہر نہیں نکل سکتا۔سوئی گیس کی لائنیں اور ریلوے کی پٹریاں آئے روز اڑائی جاتی ہیں۔ان تمام حقائق کے باوجود وہاں پر سوات طرز کا فوجی ایکشن نہیں کیا جارہا، بلکہ مذاکرات کی بات کی جاری رہی ہے۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ وہاں آقائے جہاں امریکہ کا حکم نہیں ہے،اور نہ ہی نفاذ شریعت ان کا مطالبہ ہے۔

ہمارے پڑوسی ملک بھارت کے زیر قبضہ کشمیر میں ایک عرصہ سے آزادی کی تحریک چل رہی ہے۔یہ تحریک بھی مسلح تحریک ہے۔بھارت کو اس بات کا پتہ ہے کہ یہاں کی مسلم آبادی مجاہدوں کو پناہ بھی دیتی ہے،اور یہ لوگ پاکستان سے تربیت حاصل کرتے ہیں۔ پاکستان کی فوج اور ایجنسیاں ان کی مددگار ہیں۔لیکن اس کے باوجود آج تک بھارت نے سوات طرز کا آپریشن نہیں کیا۔نہ اُس نے جیٹ طیاروں سے کبھی بمباری کی ہے،اور نہ ہی کبھی آسمان سے پمفلٹ گرائے ہیں کہ تمام علاقہ ایک گھنٹہ کے اندر اندر خالی کردو۔وہاں پر سرچ آپریشن ضرور ہوتے ہیں لیکن ہم نے آبادیوں کو آسمان سے تباہ و برباد کرنے کا کبھی نہیں سنا۔اور نہ ہی آج تک 35، 40 لاکھ کشمیری بے گھر ہوئے ہیں، یہ سعادت ہمارے ہی جرنیلوں کے حصے میں آئی ہے۔

جی ہاں!ایک مثال ہمیں ضرور ملتی ہے، آسمان سے آگ و آہن کی بارش کی۔اسرائیل کی طرف سے غزہ کے فلسطینیوں پر اور کبھی لبنان پر۔لوگوں کو بے گھر کرنے اور پناہ گزین کیمپوں میں عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی مثال، یہودیوں کے حوالے سے ہمارے پاس موجود ہے!!اسرائیل بھی عسکریت پسندوں کو ختم کرنے کے نام پر شہروں اور بستیوں پر بمباری کرتا ہے، بلا تفریق عورتوں بچوں اور بوڑھوں کے !!اور ہم نے بھی اپنی بستیوں کو کھنڈر بنانے اور اپنے لوگوں کے خون کی ندیاں بہانے کا عزم کر رکھا ہے۔

مندرجہ بالا مثالوں سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ مالاکنڈ ڈویژن اور سوات کے لوگوں پر بمباری کرنا اور اس کو بے گھر کرنے کا کام عالمی طاغوت کے حکم سے کیا جارہا ہے۔ان لوگوں کو شریعت کا مطالبہ کرنے کی سزا دی جارہی ہے۔قیام امن معاہدہ کے بعد صوفی محمد نے جو سوات میں جلسہ کیا تھا،اس میں جس تعداد میں لوگوں نے شرکت کی تھی، اسے دیکھ کر طاغوت اور اس کے ساتھیوں کی نیندیں حرام ہوگئیں تھیں۔ لہٰذا ان تمام لوگوں کو سزا دینا لازم تھا۔ بالکل اسی طرح جس طرح لال مسجد پر آگ و آہن کی بارش کی گئی۔ معصوم بچوں اور بچیوں کو فاسفورس بموں سے جلا کر شہید کر دیا گیا۔ لال مسجد کے آپریشن کے بعد ’’جارج بش‘‘ نے یہ سرعام کہا تھا کہ

" It's we, who did it"

مالاکنڈ اور سوات آپریشن سے پہلے بار بار مائیکل مولن کا اور جنرل پیٹریاس کا پاکستان کا چکر لگانا، آرمی چیف اور حتیٰ کہ ایئر چیف سے ملاقاتیں کرنا، کیا معنی رکھتا تھا۔کیا لوگوں کو بے وقوف بنایا جاسکتا ہے کہ یہ جنگ ہماری جنگ ہے۔اور آج جب یہ آپریشن سوات سے بڑھ کر وزیرستان تک پھیل چکا ہے، امریکہ کے صدر کے سلامتی کے مشیر جنرل (ر) جیمز جونز (James Jones) کا پاکستان آنا اور ہمارے آرمی چیف کا اس کو سوات آپریشن پر بریفنگ دینا، کیا لوگوں کی نظر سے اوجھل ہوسکتا ہے۔ان کے جانے کے فوراً بعد جنرل پیٹریاس کا آرمی چیف سے صرف ایک دن کے لئے آکر ملاقات کرنا اور صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان سے ملاقات بھی گوارہ نہ کرنا، کس بات کی غمازی کر رہا ہے۔کیا اس سے یہ واضح نہیں ہو جاتا کہ یہ کس کی جنگ ہے،اور ہماری فوج کس کے لئے جانوں کا نذرانہ پیش کر رہی ہے۔

اب آتے ہیں اس پہلو کی طرف کہ ہمارے حکمرانوں اور اسٹیبلشمنٹ نے کتنی ایمان فروشی کی، اور بدلے میں اب تک کیا کمایا۔

اگر بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے حکمرانوں اور جرنیلوں کا مالاکنڈ میں نفاذ شریعت (نظام عدل) کا ارادہ تھا ہی نہیں۔ان کا مقصد صرف نفاذ شریعت سے امریکہ کو ڈراوا دے کر اس سے بارگیننگ کرنا اور صوفی محمد اور طالبان کو دھوکا دینا تھا۔وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ سوات آپریشن کے لئے وقت حاصل کیا جائے اور اس عرصہ کے درمیان میں ان کو بدنام کرکے آپریشن کی راہ ہموار کی جائے۔ ہمارے حکمرانوں کو طالبان کو بدنام کرنے اور آپریشن کے لئے زمین ہموار کرنے میں تو حیران کن کامیابی حاصل ہوگئی مگر امریکہ اور باقی ماندہ دنیا سے اس خوں ریزی کی قیمت کی وصولی حیران کن حد تک مایوس کن رہی۔ہمارے صدر صاحب آپریشن کے شروع ہوتے ہی پوری دنیا میں مارے مارے پھرتے رہے، اور جھولی پھیلاتے رہے، دنیا کو ڈراتے رہے کہ طالبان پوری دنیا کے لئے خطرہ ہیں۔ہم دنیا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔جناب شاہ محمود قریشی یہاں تک دنیا سے مخاطب ہوئے کہ اگر دنیا نے ہمیں ڈالر نہ دیئے تو طالبان انڈیا اور خلیج تک پھیل جائیں گے۔IDP's بھی اسی لئے بنائے گئے، تاکہ ان کے نام پر بھی ڈالر اکٹھے کئے جائیں، مگر یہ حربہ ناکام ہوگیا۔ مغربی دنیا تو دور کی بات ہے،اسلامی دنیا نے بھی کوئی مدد ابھی تک نہیں کی۔اور ہمارے صدر کو مایوسی میں یہاں تک کہنا پڑا کہ اسلامی دنیا سے مدد کی درخواست بھی رچرڈ ہالبروک کو کرنی پڑ رہی ہے۔

بھیک منگوں اور ایمان فروشوں کو یہ بات شاید یاد نہیں رہی کہ عالمی برادری ہماری اتنی دفعہ مدد کر چکی ہے کہ اب ہم اپنا اعتبار کھو چکے ہیں اور دوسری وجہ عالمی کساد بازاری ہے۔ان ملکوں کے اپنے عوام بے روزگار ہو رہے ہیں۔امریکہ میں اس اپریل میں تقریباً چار لاکھ لوگ بے روزگار ہوئے۔وہاں پر Tent City بنائے جارہے ہیں۔لوگ بے گھر ہو رہے ہیں، لہٰذا وہ ہمیں کہاں سے ڈالر دیں گے، کون ہماری مدد کو آئے گا۔اس کے علاوہ ہمارے حکمرانوں اور جرنیلوں کو کون بتائے کہ فوجی ایکشن اور زلزلے میں بڑا فرق ہے۔زلزلہ قدرتی آفت ہے جب کہ فوجی ایکشن ہمارے اپنے ہاتھوں کی لگائی آگ ہے۔

دوسری طرف ہمارے عوام نے اس دفعہ وہ جذبہ نہیں دکھایا جو زلزلوں اور جنگوں میں پہلے ہوتا تھا، اور جس کی ہمارے سویلین اور فوجی حکمران توقع کر رہے تھے۔لہٰذا اب ان سے زبردستی وصولی کی جارہی ہے۔ پٹرول اور ڈیزل مہنگا کرکے اس جنگ کا خرچہ پورا کیا جارہا ہے۔شاید اسی کو کہتے ہیں ہمارا سر اور ہماری جوتیاں۔(اب پتہ نہیں کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ انہیں ہضم ہوتا ہے یا نہیں۔)

بہر حال یہ بات تو واضح ہے کہ سوات اور مالاکنڈ کے لوگوں کو در بدری کی سزا ابھی دی جارہی ہے اور ان کو بہت ستایا بھی گیا ہے۔میری دُعا ہے کہ اس نازک وقت میں اللہ تعالیٰ سوات اور مالاکنڈ کے بھائیوں کو استقامت عطا فرمائے۔اور ان کی دین کے لئے ہجرت کو قبول فرمائے۔فرعون وقت ان کی دنیاوی زندگی کا فیصلہ تو کرسکتا ہے مگر اُخروی زندگی کا نہیں!!

افغانستان پر امریکہ اور نیٹو کی یلغار

دہشت گردی کے خلاف جنگ یا آخری صلیبی جنگ کا آغاز؟

عابداللہ جان کی معرکہ آرا کتاب
"Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade"
کا قسط وار اُردو ترجمہ

افغانستان پر حملہ کے لئے اصل جذبہ محرکہ مذہبی تھا، جس کا اظہار اس وقت کے امریکی صدر بش نے لفظ ''کروسیڈ'' کا استعمال کر کے کیا تھا۔ 9/11 کا ڈرامہ دراصل بہت پہلے سے تیار کردہ منصوبہ پر عمل درآمد کرانے کے لئے رچایا گیا۔ سرزمین افغانستان سے خلافت موعودہ کے ابھرنے سے مغربی تہذیب کو ممکنہ لاحق خطرات کے پیش نظر مغربی بنیاد پرستی کے علمبرداروں بش اینڈ کمپنی نے دُنیا کو اس ڈرامہ کو اسامہ اور القاعدہ کی دہشت گردی باور کرانے کی کوشش کی۔ جناب عابد اللہ جان نے اپنی کتاب Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade میں ناقابل تردید دلائل وشواہد کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ افغانستان پر 9/11 سے صرف 25 دن بعد حملہ درحقیقت ان مذہبی جنگوں کی ابتدا تھی، جو مغربی استعمار ''آزادی'' اور ''جمہوریت'' کے نام پر مسلمانوں اور اسلام کے خلاف لڑنا چاہتی ہے۔ پاکستان کے موجودہ حالات کو جو 9/11 کے بعد ظہور پذیر ہوتے جا رہے ہیں، اسی تناظر میں دیکھا جانا چاہئے۔ اس مستند، تحقیقی اور انکشافات پر مبنی کتاب کا قسط وار اردو ترجمہ قارئین کی نذر کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

تقدیم

پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں عراق پر بزور قوت قبضہ پر مذمتی بیانات شہ سرخیوں کے طور پر رونما ہو رہے ہیں، جبکہ افغانستان اہم میڈیا ذرائع، جنگ مخالف تنظیم اور آزاد ویب سائٹس کی نظروں سے غائب ہو کر پس منظر میں چلا گیا ہے۔ امریکہ کی پالیسیوں کے ناقدین کی اکثریت بھی جن کا تعلق زیادہ تر بائیں بازو سے ہوتا ہے، 9/11 کے واقعہ کے متعلق امریکہ کی سرکاری توجیہہ اور نتیجے میں افغانستان پر حملہ اور قبضہ کے جواز کی توثیق کرتے آئے ہیں۔

قومی ریاستوں کی تاریخ میں شاید یہ پہلا واقعہ ہے کہ کسی خود مختار ملک پر بزور قبضہ کے عمل کو عالمی سطح پر جائز گردانا گیا ہو۔ امریکہ کا افغانستان پر قبضہ کو جس قدر قانونی حیثیت دے کر اس پر خاموشی اختیار کی گئی ہے، اسی تناسب سے طالبان کی حیثیت کو ناجائز تسلیم کرنے کے علاوہ 9/11 کے واقعات کو سرکاری وضاحت کے مطابق مانا گیا ہے۔ بہت سے محققین اس کام میں مصروف عمل ہیں کہ وہ اس واقعہ کی سرکاری توضیح کے پس پردہ اصل حقائق پر سے پردہ ہٹائیں۔ تاہم ایک بھی محقق ایسا نہیں ملے گا جو اس بات پر تیار ہو جائے کہ وہ تحقیقی طور پر ان بنیادوں کا کھوج لگائے، جن کی بنا پر طالبان کی حیثیت کو غیر قانونی اور ناجائز مانا اور تسلیم کرایا گیا۔ (کیونکہ ایسی کوئی بنیاد ہے ہی نہیں) مخصوص میڈیا اور مفاد پرست گروہوں نے لوگوں کے اذہان کو افغانستان پر قبضہ کے عمل کو ایک قابل تحسین کام کے طور پر تسلیم کرنے کے لئے تیار کیا۔ درحقیقت یہ (امریکی قبضہ) سوویت قبضہ کے مقابلہ میں قبیح تر عمل ہے، اس لئے کہ روسی قبضہ کی یو این او کے فورم سے عمومی طور پر مہینہ میں ایک بار تو مذمت کی جاتی رہی ہے۔

آج ہمیں ایک عجیب قسم کی صورت حال کا سامنا ہے۔ عراق پر بش کے حملہ کو جو بھی تائید حاصل تھی وہ جنگ مخالف تحاریک کے مسلسل دباؤ کی وجہ سے کم ہوتی جا رہی ہے جبکہ افغانستان میں جنگ کسی بھی طرف سے کسی قسم کے اعتراض کے بغیر جاری وساری ہے۔ وہ طبقات جو عراق جنگ کے لئے کہی گئی ڈھیروں جھوٹ اور غلط بیانیوں کو ہدف تنقید بناتے آرہے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو ایسا دکھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ جیسے وہ افغانستان پر حملہ کا جواز گھڑنے کے لئے جھوٹ اور غلط بیانی سے بالکل بے خبر رہے ہوں۔

آزاد محققین 9/11 کی سرکاری توضیح کی صحت کو تو چیلنج کرتے ہیں، لیکن کوئی بھی ان کڑیوں کو ملانے کی کوشش نہیں کرتا جن سے عیاں ہے کہ 9/11 کا خونی ڈرامہ افغانستان پر حملہ کرنے کے لئے بہانے کے طور پر سٹیج کیا گیا تھا، بالکل اُس طرح جیسے بعد ازاں عراق کے ضمن میں صدام حسین کے متعلق (WMD) ٹوٹل تباہی والے اسلحہ کی جھوٹی کہانی گھڑ لی گئی تھی۔ نائن الیون اور عراق کے جوہری ہتھیار دونوں ہی ان دو ملکوں پر جنگ مسلط کرنے کے لئے بہانہ تھے، ورنہ ان ملکوں پر قبضہ کا منصوبہ بہت ہی پہلے بنایا جا چکا تھا۔

بدقسمتی یہ رہی ہے کہ بہت سارے محققین کے یہ نتیجہ اخذ کر لینے کے باوجود کہ 9/11 کا کھیل ایک اندرونی سازش تھی، ان میں کوئی ایسی تحریک دکھائی نہیں دیتی جس سے ظاہر ہو کہ یہ لوگ 9/11 کے واقعہ کو ایک بہت بڑے منصوبے کا ایک چھوٹا سا حصہ سمجھ رہے ہوں۔ تجزیہ کار (WTO) ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے ٹاورز کی نہایت سربستہ تباہی اور نارتھ امریکن ایئر ڈیفنس کمانڈ (NORAD) کے اپنی حالت میں ایستادہ رہ جانے کے متعلق حقائق کا تجزیہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تاہم وہ اس بات کو بھلا دیتے ہیں کہ 9/11 حادثہ کے ''کیوں'' کا پہلو اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ اس کا ''کیسے'' کا پہلو اہمیت کا حامل ہے۔

افغانستان پر حملہ ایک نظریہ سے نظریاتی اختلاف سے آگے بڑھ کر بصورت جنگ اُس کے خلاف ایک عملی اقدام کے طور پر اختیار کیا گیا۔ عراق پر حملہ کے پیچھے کار فرما جذبہ انانیت، انتقام اور لالچ سے مل کر ابھرا تھا، جبکہ افغانستان کے خلاف کروسیڈی جذبہ کار فرما تھا، جو کسی بھی صورت مسلمانوں کے دین اسلام کو بطور نظام زندگی اختیار کرنے کا روادار نہ تھا۔ اس کے علاوہ اور کوئی توضیح ہو ہی نہیں سکتی۔ کوئی بھی صحیح الدماغ لوگ 9/11 جیسا ظالمانہ اقدام اپنے ہی لوگوں کے خلاف کبھی نہیں کریں گے، جب تک کہ انھیں پورا یقین نہ ہو کہ ایسا کرنے سے وہ ایک عظیم تر مفاد حاصل کر سکیں گے۔ 3000 امریکی جانوں، قیمتی عمارتوں اور پنٹاگون جیسے قیمتی قومی ادارہ کو داؤ پر لگانا، محض تیل اور پائپ لائن کے منصوبے کو آگے بڑھانے کے لئے نہیں ہو سکتا۔

یہ کتاب حقائق پر سے پردہ اُٹھا کر 9/11 کے پیچھے اصل مقاصد کو سامنے لانے کے علاوہ ان خطرناک نتائج کی نشاندہی کرتی ہے جو افغانستان پر قبضہ کو جائز اور قانونی تسلیم

ہونے کی صورت میں رونما ہو سکتے ہیں۔ اور تو اور وہ لوگ بھی جو 9/11 کی سرکاری توجیح کو مانتے ہیں وہ بھی اس کے قائل ہیں کہ امریکی انتظامیہ کو اس حادثہ کے وقوع پذیر ہونے کا مکمل علم پہلے ہی سے تھا۔ ایسے سوچنے والے اس بات سے صرف نظر کر جاتے ہیں کہ پھر امریکی انتظامیہ کیوں جھوٹ کا سہارا لیتی تھی، جبکہ اسے اپنے ہی لوگوں کے خلاف اتنی وحشیانہ کارروائی کے سلسلہ میں پہلے سے آگاہی حاصل تھی؟ اس کا سیدھا سا جواب یہ ہے کہ وہ افغانستان پر حملہ کرنے اور قبضہ جمانے کے لئے راہ ہموار کرنا چاہتی تھی، جس کے لئے اس کے پاس کوئی اور جواز نہیں تھا۔ اس سوال کا جواب کہ اس مقصد کے لئے افغانستان ہی کا انتخاب کیوں کیا گیا؟ اس کی پوری وضاحت ان شاء اللہ آپ اس کتاب کے صفحات پر پاسکیں گے۔

بعض محققین جیسے اے ایس ایڈلر اب اس نتیجہ تک پہنچ رہے ہیں کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ طالبان کو سمجھنے میں غلطی کے مرتکب ہوئی اور یہ کہ ان کی حکومت کو ختم کرنے کا اُسے کوئی حق اور جواز حاصل نہیں تھا۔ اپنی تصنیف "As Thou Goest By the Way" کے تعارفی مکتوب میں وہ رقمطراز ہیں: ''لگتا ہے طالبان کے قول وفعل میں کوئی تضاد دکھائی نہیں دیتا۔ وہ مخلص مسلمان ہیں، جن کی امریکہ پر حملہ کرنے یا اس کے کسی مخالف کی میزبانی کرنے میں نہ کوئی دلچسپی ہے اور نہ کوئی مفاد۔ بحیثیت ایک اسلامی مملکت طالبان پابند تھے کہ وہ کسی نامزد ملزم کو سزا دینے کی غرض سے کسی دوسری طاقت کے حوالے کرنے سے پہلے اسلامی نظام عدل کے تحت اس کو مجرم ثابت کرسکیں۔ ترغیب وترہیب کے جن طریقوں کو آزمایا گیا، وہ ایسے تھے جیسے کہ ان ذرائع کو استعمال کرکے طالبان سے یہ مطالبہ کیا جاتا، کہ وہ کھلے بندوں سور کا گوشت کھانا شروع کردیں۔'' (بھلا ایسا کب ممکن تھا!)

[redacted]

جنگ مسلط کرنے کے پیچھے مذہبی جذبہ ہی اصل محرک تھا۔ اس کتاب میں دستاویزی ثبوت فراہم کئے گئے ہیں کہ طالبان مخالف رویہ میں مذہبی جذبات کا عمل دخل اور شدت اتنی زیادہ اور وسیع ہے کہ اس کے مقابلے میں دیگر وجوہات کی حقیقت ہیچ معلوم ہوتی ہے۔

> اے ایس ایڈلر جیسے محققین اب اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ امریکہ طالبان کو سمجھنے میں غلطی کا مرتکب ہوا، اور یہ کہ اُسے اُن کی حکومت کو ختم کرنے کا کوئی حق حاصل نہ تھا

طالبان مخالف دیگر ذیلی عوامل میں وسط ایشیائی مغربی دست نگر ریاستیں، سیکیورٹی کونسل میں امریکہ کے پشتیباں، اسلام توحش گروہ، سیکولر قوتیں، حقوق نسواں کے نام نہاد علمبردار جنسی آزادی پسند، مجسموں کے دلدادگان، منشیات کے کاروباری اور ان کے سرکاری سرپرست تمام ایسی قوتیں شامل تھیں جن کو طالبان مخالف تحریک میں بھرپور طریقے سے استعمال کیا گیا۔ یہ کتاب اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچاتی ہے کہ یہ گروہ اور عناصر اپنے طور پر اتنے موثر کبھی نہ ہوتے اگر ان کی پشت پر امریکی مذہبی کروسیڈرز، مرکزی میڈیا، سیاسی قوتیں، تحقیقی مراکز اور فوجی قوتیں کارفرما نہ ہوتیں۔

طالبان کے ذمہ داران، القاعدہ کے رہنماؤں کے ساتھ مکالمہ اور طالبان حکومت کے براہ راست مشاہدہ کی بنیاد پر اس کتاب کے ذریعے کوشش کی گئی ہے کہ طالبان کی کردارکشی، 9/11 کے حادثہ کی ظہور پذیری اور افغانستان پر حملہ اور قبضہ کے پیچھے اصل محرکات اور عوامل پر سے پردہ ہٹایا جائے۔ (جاری ہے)

دعائے مغفرت کی اپیل

- تنظیم اسلامی واہ کینٹ کے مبتدی رفیق خالد محمود کی بہن، بہنوئی اور بھانجی سڑک کے حادثے میں وفات پاگئے۔
- اسلام آباد شرقی کے امیر اعجاز احمد عباسی کے بھائی وفات پاگئے۔
- تنظیم اسلامی گوجرخان غربی کے ملتزم رفیق ساجد حسین وفات پاگئے
- تنظیم اسلامی حلقہ خواتین سیالکوٹ کی رفیقہ مسز اقبال کی والدہ طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں

اللہ تعالیٰ مرحومین ومرحومات کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین) رفقاء واحباب اور قارئین ندائے خلافت سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر مغل فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 21 سال، تعلیم عالمہ کورس (4 سالہ) کے لئے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور کے رہائشی کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: 0321-4132599

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے عمر 26 سال، تعلیم ایم بی اے ذاتی کاروبار کے لئے دینی مزاج کے حامل گھرانے سے دیندار تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ مطلوب ہے۔

برائے رابطہ:

0333-4298566/(042)35433331

آیئے، قرآن مجید سے نصیحت حاصل کریں

قرآن اکیڈمی فیصل آباد میں ڈاکٹر عبدالسمیع کی زیر نگرانی

پندرہ روزہ کورس (کل وقتی)

27 رجولائی یا 10 راگست 2009

اہلیت: انٹرمیڈیٹ

مضامین

تجوید	عربی زبان کا تعارف	قرآن حکیم کے منتخب مقامات
منتخب احادیث	بنیادی دینی موضوعات	روزمرہ کے مسائل

نوٹ: دوران کورس قیام وطعام ادارہ کے ذمہ ہوگا

شیطان کا ایک خطرناک حربہ

برے کاموں کی تزئین و آرائش!

حافظ محمد مشتاق ربانی

بُرائی کے حوالے سے انسان کی دو حالتیں ہیں۔ ایک حالت یہ ہے کہ وہ کوئی غلط کام کرے لیکن اسے احساس ہو جائے کہ آدمی غلط کام کر رہا ہے۔ انسان کے نفس کی اس کیفیت کو لوامۃ کہتے ہیں، جس کا ذکر سورۃ القیامہ میں ہے۔ دوسری کیفیت یہ ہے کہ اس کا غلط کام اسے برا نظر نہ آئے۔ جیسے شاعر الخمریات ابونواس نے کہا:

اسقِنِي حَتّٰى تَرَانِيْ
حَسَنًا عِنْدِيَ الْقَبِيْحُ

”اے ساقی! مجھے اتنی شراب پلاؤ یہاں تک کہ تم مجھے دیکھو کہ میں بُرے کاموں کو اچھا سمجھنے لگا ہوں۔“

آج کل بہت سے برے کام ہمارے لیے خوشنما بنے ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر کسی کو دھوکہ دینا ہوشیاری سمجھا جاتا ہے۔ داڑھی منڈانے، سر پر عورتوں کا دوپٹہ نہ لینے اور مخلوط محافل کو فیشن قرار دیا جاتا ہے۔ رشوت لینا اور دینا، ذخیرہ اندوزی اور سودی کاروبار کرنے کو معاشی ترقی کا زینہ سمجھا جاتا ہے۔ منافقت اور جھوٹ کو سیاست کہا جاتا ہے۔ اسی طرح غلط رسم و رواج اور بدعات کو لوگ اچھا جانتے ہیں بلکہ بدعات کو دین خیال کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو دین کو بطور نظام زندگی پیش کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور انہیں دقیانوس اور backward کے القابات دیتے ہیں، اور دین سے سرکشی اختیار کرنے کو روشن خیالی کا نام دیتے ہیں۔

جس طرح آج ہمارے نزدیک بعض برے اعمال اچھے ہیں، اسی طرح ہم سے پہلے ہلاک ہونے والی قوموں کے غلط اعمال کو شیطان نے ان کے لیے خوشنما بنا دیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝﴾ (الانعام:43)

”اور جو وہ کام کرتے تھے شیطان (ان کی نظروں میں) آراستہ کر دکھاتا تھا۔“

یاد رہے کہ وہ لوگ جن کے بُرے اعمال ان کے لیے مزین ہو گئے ہوں، وہ راہ ہدایت سے بہت دور ہو جاتے ہیں اور ان کا انجام اچھے لوگوں جیسا نہیں ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ﴾ (فاطر:8)

”کیا وہ جس کی نگاہوں میں اس کا برا عمل مزین کر دیا گیا ہے، تو وہ اس کو اچھا خیال کرنے لگا ہے (کیا وہ ہدایت یافتہ کی طرح ہے)۔“

دراصل ایسے لوگ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ وہ بظاہر بڑے ہی عقل مند دکھائی دیتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ عقل سے عاری ہوتے ہیں۔ اللہ ان لوگوں کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دیتا ہے اور ان کی آنکھوں پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ (البقرہ:7) جن لوگوں کو بُرے کام بھلے محسوس ہوتے ہیں انھیں اچھے کام برائی محسوس ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو زیادہ سمجھانے کا کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ نبی کریمؐ سے فرمایا گیا کہ آپؐ ان کی گمراہی پر زیادہ پریشان نہ ہوں۔

﴿فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ﴾ (فاطر:8)

”ان لوگوں پر افسوس کر کے تمہارا دم نہ نکل جائے۔“

وہ لوگ جو بُرائی میں ملوث تو ہوں لیکن برائی کو برائی ہی سمجھتے ہوں، ان کے درست ہونے کا پورا پورا امکان موجود ہوتا ہے۔ لیکن جو اس حد تک پستی میں گر جائیں کہ انھیں اپنی برائی اچھائی نظر آنے لگے ایسے لوگوں کے ٹھیک ہونے کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔ مولانا مودودی تفہیم القرآن سورۃ فاطر آیت 8 کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”ایک بگڑا ہوا آدمی تو وہ ہوتا ہے جو برا کام تو کرتا ہے مگر یہ جانتا اور مانتا ہے کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے برا کر رہا ہے۔ ایسا شخص سمجھانے سے بھی درست ہو سکتا ہے اور کبھی خود اس کا اپنا ضمیر بھی ملامت کر کے اسے راہ راست پر لا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کی صرف عادتیں ہی بگڑی ہیں، ذہن نہیں بگڑا۔ لیکن ایک دوسرا شخص ایسا ہوتا ہے جس کا ذہن بگڑ چکا ہوتا ہے، جس میں بُرے اور بھلے کی تمیز باقی نہیں رہتی، جس کے لیے گناہ کی زندگی ایک مرغوب اور تابناک زندگی ہوتی ہے، جو نیکی سے گھن کھاتا ہے اور بدی کو عین تہذیب و ثقافت سمجھتا ہے، جو صلاح و تقویٰ کو دقیانوسیت اور فسق و فجور کو ترقی پسندی خیال کرتا ہے، جس کی نگاہ میں ہدایت گمراہی اور گمراہی سراسر ہدایت بن جاتی ہے۔ ایسے شخص پر کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوتی۔ وہ نہ خود اپنی حماقتوں پر متنبہ ہوتا ہے اور نہ کسی سمجھانے والے کی بات سن کر دیتا ہے۔ ایسے آدمی کے پیچھے پڑنا لاحاصل ہے۔ اسے ہدایت دینے کی فکر میں اپنی جان گھلانے کے بجائے داعی حق کو اُن لوگوں کی طرف توجہ کرنی چاہیے جن کے ضمیر میں ابھی زندگی باقی ہو اور جنھوں نے اپنے دل کے دروازے حق کے لیے بند نہ کر لیے ہوں۔“

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے کہ ایک انسان جس کو اللہ تعالیٰ نے سلیم الفطرت پیدا کیا، اس میں اچھائی اور برائی کی تمیز رکھی، پھر وہ ”اسفل السافلین“ کی حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ برائی کو اچھا سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔ حدیث رسولؐ کے مطابق ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ انسان گناہ کے بعد توبہ نہیں کرتا، جس کی وجہ سے اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے، جس کے لیے قرآن (سورۃ المطففین) میں ”ران“ لفظ استعمال ہوا ہے۔ پھر ایک وقت وہ آتا ہے کہ جب گناہ کرتے رہنے سے پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس ”ران“ کے دل پر چھا جانے کے بعد انسان کا غلط کام اسے بھلا محسوس ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ برائی کی اس سٹیج پر پہنچنے سے پہلے پہلے انسان کو توبہ کرنی چاہیے، کیونکہ شیطان توبہ سے انسان کو ورغلاتا ہے اور گنہگار کو توبہ سے ٹالتا ہے کہ ابھی شباب ہے، زندگی کے بہاریں لوٹ لو، بڑھاپے میں جا کر توبہ کر لینا۔ اسی بارے میں الجوزی کی کتاب تلبیس ابلیس میں کسی (گمراہ) شاعر کا شعر نقل کیا گیا ہے:

تعجل الذنب لما تشتهی
وتامل التوبة من قابل

”تو خواہش کے مطابق گناہ میں جلدی کر اور آئندہ سال توبہ کرنے کی امید رکھ۔“

ہمیں چاہیے کہ ہم گناہوں سے اجتناب کریں لیکن اگر جذبات اور نادانی میں آ کر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو ہمیں فوراً اپنے رب کے حضور توبہ کرنی چاہیے، قبل اس سے کہ وہ غلط کام ہمارے لیے خوشنما بن جائے۔

فاٹا اور بلوچستان سے اٹھتا ہوا طوفان

معین باری
سابق رکن قومی اسمبلی

امریکہ کے صدر مسٹر اوباما نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ "افغانستان ورلڈ پاورز کا قبرستان بنتا جا رہا ہے۔" لگتا ہے اوباما نے ورلڈ ہسٹری کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ سکندر اعظم سے لے کر امریکی و نیٹو یلغار تک یہ خطۂ زمین غیر ملکی فوجوں کے لئے قبرستان بنتا رہا۔ تاریخ پر طائرانہ نظر ڈالیں تو اس تاریخی قبرستان میں غیر ملکی فوجوں کے گمشدہ مزار صاف دکھائی دیتے ہیں۔

سکندر اعظم نے ایران فتح کر کے افغانستان کا رخ کیا۔ افغانی گوریلوں نے یونانی فوج کو اس قدر زچ کیا ہے کہ وہ بھاگنے پر مجبور ہوئے، کافرستان اور سوات سے ہوتے ہوئے ٹیکسلا جا پہنچے۔

1838ء میں انگریز فوج نے افغانستان پر چڑھائی کر دی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ اتنا سمجھدار نکلا کہ انگریز فوج کو مارشل سپورٹ ضرور دی لیکن پنجاب اور صوبہ سرحد سے برٹش آرمی کو گزرنے کی اجازت نہ دی۔ برٹش فورس نے سندھ اور بلوچستان کا راستہ اختیار کیا۔ انگریز کابل اور قندھار پر قابض ہو گئے۔ کابل میں شہزادہ شاہ شجاع کو تخت نشین کر دیا۔ اس سے افغانستان کے آزاد قبائل میں غصہ اور انتقام کی لہر دوڑ گئی۔ سردیوں میں انگریز فوج کو پسپا ہونا پڑا۔ افغان قبائل نے انہیں کابل اور قندھار کے درّوں میں گھیر لیا، اور ساری فوج کا خاتمہ کر دیا۔ ایک انگریز بچ نکلا جس نے تباہی کی ہوش ربا داستان سنائی۔

دوسری افغان وار کا آغاز 1876ء میں ہوا۔ یہ جنگ تین سال تک جاری رہی۔ انگریز کو پہلی افغان وار کا بھی رنج تھا۔ اس طرح دوسری افغان وار چھڑ گئی۔ دونوں اطراف سے بھاری جانی نقصان ہوا۔ آخر انگریز کو افغانستان سے شکست کھا کر پسپا ہونا پڑا۔

پھر روسیوں نے افغانستان پر چڑھائی کر دی۔ افغان قبائل 13 سال تک اس سپر طاقت کے خلاف لڑتے رہے اور 15 لاکھ نفوس اس جنگ کی نظر کر دیے۔ وہاں تقریباً ایک لاکھ روسی بھی کام آئے۔ کمال یہ کہ افغان مجاہدین 13 سال تک روسیوں کے خلاف بغیر فضائیہ سپورٹ کے لڑتے رہے۔ پھر ایک دن ایسا آیا کہ گورباچوف دور میں روسی افواج مکمل طور پر افغانستان سے پسپا ہو گئیں اور سوویت یونین پاش پاش ہو گیا۔

9/11 کے بعد امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر دیا اور حکومت پاکستان اور شمالی اتحاد کی مدد و اعانت سے کابل پر قبضہ جما لیا۔ طالبان کی حکومت ختم کر کے شہزادہ شاہ شجاع کی طرح صدر کرزئی کو کابل کے تخت پر بٹھا دیا۔ اس وقت سے افغانستان میں نیٹو اتحادیوں اور پختونوں کے مابین جنگ جاری ہے، جس میں بھارت، روس، اسرائیل کی خفیہ ایجنسیاں اور بعض کی مسلح افواج حصہ لے رہی ہیں۔ بین الاقوامی اور امریکی تجزیہ نگاروں کے بیانات اور تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ نیٹو اتحادی افغانستان میں جنگ ہار رہے ہیں۔ طالبان ملک کے کئی اضلاع پر قابض ہیں۔ صدر کرزئی کی حکومت صرف شہر کابل تک محدود ہے اور موصوف امریکی کمانڈوز کی حفاظت میں رہتے ہیں۔

صحافی ایسکوبار کے تجزیہ کے مطابق افغانستان میں موجود ہزاروں امریکی فوجی طالبان کے بہانے اپنی ہوائی فوج اور توپخانہ کی مدد سے بلوچستان کی 800 کلومیٹر سرحد کو عبور کر کے پاکستانی بلوچستان میں داخل ہو سکتے ہیں اور یہ امریکہ کے بلوچستان پر حملے کی ابتدا ہو سکتی ہے

نیٹو افغان وار پھیل کر پاکستان میں داخل ہو چکی ہے۔ "یہ اطلاعات بھی منظر عام پر آ چکی ہیں کہ بیت اللہ محسود جیسے شدت پسند کمانڈروں کو امریکہ، بھارت، اسرائیل اور روس کی طرف سے مالی اور اسلحی امداد مل رہی ہے اور افغانستان میں گوریلا ٹریننگ کیمپ بھی کام کر رہے ہیں۔ پاکستان میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات میں بھارت کے ملوث ہونے کا اعتراف حکومتی عہدیدار بھی کر چکے ہیں" (نوائے وقت) مصدقہ اطلاعات ہیں کہ بھارت سمیت بعض نیٹو اتحادی ملک دہشت گردوں کو سرمایہ، جدید ہتھیار اور گوریلا تربیت مہیا کر رہے ہیں، جو پاکستان کے اندر سوات، مالاکنڈ، قبائلی علاقوں اور بلوچستان میں دہشت گردی اور گوریلا جنگ میں ملوث پائے گئے ہیں۔ سوات میں بھارتی فوجی سول کپڑوں میں ملبوس گوریلا جنگ کرتے مارے گئے۔ یہ گورکھا فوجی تھے جن کی شناخت ہوئی۔ بعض قیدی بنا لئے گئے، جو غیر مسلم تھے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ جو امن معاہدہ حکومت پاکستان اور قبائلیوں کے درمیان طے پاتا ہے، اسے غیر ملکی ہائی کمان کے اشاروں پر سبوتاژ کر دیا جاتا ہے اور ہر سیاسی مسئلہ جنگ کے ذریعے حل کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

لیفٹیننٹ جنرل عبدالقیوم لکھتے ہیں: "برازیل کا PEPE ESCOBER دنیا کا مانا ہوا صحافی ہے۔ ایشیا ٹائمز آن لائن میں اس کا Roving eye کے عنوان سے کالم چھپتا ہے، جو دنیا بھر میں پڑھا جاتا ہے۔ ایسکوبار چند غیر ملکی صحافیوں میں سے ایک ہے، جو افغانستان میں طالبان کی حکومت کے خاتمہ کے بعد سب سے پہلے کابل پہنچے۔ صحافی لکھتا ہے کہ "میں ایک بڑے طوفان سے پہلے ایک خاموشی دیکھ رہا ہوں۔ امریکہ فاٹا کی جنگ میں جو تیزی لے آیا ہے وہ جلد ہی بلوچستان کی طرف منہ پھیرنے والی ہے"

صحافی ایسکوبار کے تجزیہ کے مطابق افغانستان میں موجود ہزاروں امریکی فوجی طالبان کے بہانے اپنی ہوائی فوج اور توپخانہ کی مدد سے بلوچستان کی 800 کلومیٹر سرحد کو عبور کر کے پاکستانی بلوچستان میں داخل ہو سکتے ہیں اور یہ امریکہ کے بلوچستان پر حملے کی ابتدا ہو سکتی ہے۔ بر ہمداغ بگٹی قندھار میں مقیم ہے۔ وہ عموماً آزاد بلوچستان کی آواز بلند کرتا ہے اور حال ہی میں اس نے اعلان کیا ہے کہ بلوچستان میں غیر بلوچیوں پر حملہ کریں گے۔ حکومت

پاکستان کی ڈیمانڈ پر افغانی حکومت براہمداغ کو پاکستان کے حوالے کرنے سے انکاری ہے۔ بلوچستان میں گوریلوں کے سیکیورٹی اہلکاروں، فوجیوں اور پنجابیوں پر حملے جاری ہیں۔ اگر امریکی افواج طالبان کے تعاقب کا بہانہ کرتے ہوئے بلوچستان میں داخل ہوجاتی ہیں اور براہمداغ جیسے باغی اپنی کٹھ پتلی باہمی کے ساتھ بلوچستان میں گوریلا وار شروع کردیتے ہیں تو امریکی تھنک ٹینک رینڈ کارپوریشن کا ایک ہدف پورا ہوسکتا ہے اور وہ گریٹر بلوچستان، جہاں یورینیم، تانبا، سونا، تیل اور گیس کے وافر ذخائر موجود ہیں، جن پر مغرب کی نظریں لگی ہیں۔ اگر پاکستانی مسلح افواج فاٹا، سوات، مالاکنڈ اور وزیرستان میں الجھی رہیں تو ایسے وقت میں رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑے صوبے کو کون بچائے گا؟ اب یہ حقیقت منظر عام پر آچکی کہ بلوچ لبریشن آرمی کو بھارت اور روس تربیت دے کر مسلح کررہے ہیں۔ یہ بھی کہ بی ایل اے کا ہیڈ کوارٹر اسرائیل میں ہے۔ سنگاپور کے معروف اخبار ایشیا ٹائمز نے اپنی ایک حالیہ رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ لبریشن آرمی کو امریکی محکمہ دفاع پینٹاگون کی بھی مکمل حمایت حاصل ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ امریکہ چین کو گوادر سے نکالنا چاہتا ہے، تاکہ وہ اس خطہ میں اہم فوجی اڈہ اور بندرگاہ تعمیر کرسکے، جو گلف آف ہورمز کے قریب ہو، اس لئے پاکستانیوں کو اب سوات، مالاکنڈ اور وزیرستان آپریشن کے بعد بلوچستان سے اٹھتے ہوئے طوفان کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔

بقول جنرل حمید گل: ''امریکی تھنک ٹینک رینڈ کارپوریشن کی مشہور سکالر شیرل برنارڈ کا تعلق ایک مشہور یہودی خاندان سے ہے، جو امریکی سفیر رہنے والے افغان نژاد امریکی زلمے خلیل زاد کی بیوی ہیں۔

شیرل نے رینڈ کارپوریشن کے حکم پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا جو اب بھی رینڈ کارپوریشن کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ اس مقالے کو اگر پاکستان کے موجودہ حالات کے تناظر میں پڑھا جائے تو سمجھ میں آتا ہے کہ امریکہ کی تمام خفیہ کارروائیاں اس مقالے کی روشنی میں ہورہی ہیں۔ مقالہ تو کافی لمبا ہے جس میں تفصیلاً لکھا ہے کہ پاکستان میں کس گروپ کو دوسرے گروپ سے کیسے لڑانا ہے۔ لیکن ہاں اس مقالے کا صرف ایک فقرہ درج کرنا مقصود ہے کہ ''پاکستان کے قبائلیوں کو فوج کے ساتھ لڑا دو اور ملک میں فرقہ ورانہ فسادات کروادیے جائیں۔''

جنرل حمید گل لکھتے ہیں: ''حقیقت یہ ہے کہ امریکی عناصر قبائلیوں کے اندر صراحت کرچکے ہیں اور امریکی شیطانی منصوبے نے ان کے اندر پورے قدم جمالئے ہیں۔ اور اب ظاہر ہوچکا ہے کہ بلیک واٹر نامی امریکی تنظیم نے پاکستان میں اپنے قدم جمالئے ہیں اور انہوں نے یہاں پر اپنے مکڑی جالے گروپ بھی قائم کرلئے ہیں اور انہوں نے یہ سب پرویز مشرف کی موجودگی میں کیا۔ بلیک واٹر سابق امریکی نائب صدر ڈک چینی کی سیکیورٹی ایجنسی ہے''

شیرل برنارڈ کا مقالہ یا رینڈ کارپوریشن کی ایک شق تو پوری ہوگئی یعنی پاک فوج اور قبائلیوں میں لڑائی شروع ہوگئی۔ دوسرا اور بڑا ہدف جس کا رینڈ کارپوریشن کئی سال سے شور مچا رہا ہے یعنی گریٹر بلوچستان، ابھی باقی ہے۔ امریکہ اور نیٹو فورسز افغانستان سے مار کھانے کے بعد اپنی ناک بچانے کے لئے جنگ کو پاکستان میں لے آئی ہیں۔ جیسے ویتنام سے شکست کھانے کے بعد اپنی ساکھ بچانے کے لئے صدر نکسن نے کمبوڈیا پر فوج کشی کرادی تھی۔ کمبوڈیا بظاہر نیوٹرل ملک تھا اور وہاں کا صدر مارشل LON NOL امریکہ کا اتحادی اور دوست تھا، وہ ملک چھوڑ کر بھاگ گیا۔ امریکہ نے بمباری کرکے کمبوڈیا کے انفراسٹرکچر کو تباہ کردیا۔ کمبوڈیا پر الزام تراشی کی گئی کہ وائیٹ کانگ گوریلے کمبوڈیا کے سرحدی علاقوں سے ویتنام میں داخل ہو رہے ہیں۔ یہ الزام سراسر غلط تھا۔ لیکن اس کی بنیاد پر کمبوڈیا کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔ کمبوڈیا اتنا کمزور ہوگیا کہ امریکہ کی غیر موجودگی میں مارچ 1975ء میں KHTIERROUGH نے، جو کیمونسٹ تھے حملہ کرکے فتح کرلیا۔ امریکی دوستوں کا قتل عام ہوا۔ لاکھوں مارے گئے اور کمبوڈیا کئی ٹکڑوں میں بٹ گیا۔ خدا کرے پاکستان ایسے انجام سے محفوظ رہے۔

حکومت پاکستان کو چاہئے کہ ملکی مسائل فوجی ایکشن کی بجائے سیاسی ذرائع سے افہام وتفہیم کے ذریعے حل کرائے۔ سوات، مالاکنڈ اور وزیرستان میں امن وسلامتی کے لئے سیاسی، دینی اور منتخب نمائندوں کے وفود بھیجے جو وہاں جاکر زمینی حالات کا مطالعہ کریں اور امن وامان کے لئے اپنی تجاویز حکمرانوں کو پیش کریں۔ قبائلیوں سے لڑائی اور ڈرون حملوں سے حالات مزید پیچیدہ اور بگڑنے کے خطرات ہیں، جس سے ملکی سلامتی کو خطرات لاحق ہوسکتے ہیں۔ سابق کور کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل عالم جان محسود نے محسود قبائل کیخلاف فوجی آپریشن پر تشویش ظاہر کرتے ہوئے ٹھیک کہا ہے کہ ''اس سے پاکستان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔'' حکومت وزیرستان کو پاکستان کا حصہ سمجھتے ہوئے جرگہ کے ذریعے مسائل حل کرے اور بلوچستان کے معاشی اور سیاسی مسئلہ کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرائے۔ بلوچ عوام کے احساس محرومی کو جتنی جلدی ہوسکے، دور کرے۔ بلوچستان میں تعلیمی اداروں اور سرکاری دفاتر سے پاکستانی جھنڈے کا غائب ہونا اور قومی ترانہ کی آواز نہ آنا اچھی علامتیں نہیں ہیں۔ پاکستانیوں کو صرف ایک امید کی کرن نظر آتی ہے کہ صدر اوباما کے دور میں اتحادی فوجیں پاکستان پر حملہ آور نہیں ہوں گی۔ (بشکریہ روزنامہ ''نوائے وقت'')

☆☆☆

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی'' میں

18 جولائی بروز ہفتہ نماز عصر تا 24 جولائی 2009ء بروز جمعہ نماز ظہر تک

مبتدی و ملتزم تربیت گاہ

اور 24 جولائی بروز جمعہ نماز عصر تا 26 جولائی 2009ء بروز اتوار نماز ظہر تک

مدرسین تربیت گاہ

کا آغاز ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں
موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت رابطہ: 042-6316638-6366638 0333-4311226

نوٹ فرمالیں کہ گزشتہ شمارہ کے اشتہار میں ملتزم تربیت گاہ کا اعلان رہ گیا تھا، چنانچہ اب یہ اشتہار تبدیلی کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے

تنظیم اسلامی دیر بالا کے زیر اہتمام دعوتی اجتماع

تنظیم اسلامی دیر بالا کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی اجتماع جامع مسجد گل بابا جی منعقد ہوا۔ جس کے لئے ناظم دعوت حلقہ سرحد شمالی جناب ڈاکٹر فیض الرحمن اور نبی محسن خصوصی طور تشریف لائے تھے۔ پروگرام کا آغاز بعد از نماز مغرب ہوا۔ ناظم دعوت نے مذہب اور دین میں فرق مطالبات دین اور اسلامی انقلاب کا طریقہ کار پر مفصل بیان کیا۔ اس نشست میں جو ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی، مسجد کا ہال سامعین سے بھرا ہوا تھا اور انہوں نے بیان کو بڑی دلچسپی سے سنا۔

پروگرام کے دوسری نشست اگلی صبح درس قرآن پر مشتمل تھی۔ یہ درس نبی محسن نے دیا۔ تیسری اور آخری نشست فہم دین پروگرام پر مبنی تھی۔ یہ صبح 8:30 بجے شروع ہوئی، اور اس میں مختلف موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی۔ اس نشست میں رفقاء کے علاوہ 12 احباب نے بھی شرکت کی۔ آخر میں ایک حبیب محمد شیر خان نے تنظیم میں باقاعدہ شمولیت اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔ اس کے ساتھ ہی ایک روزہ دعوتی اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: سعید اللہ خان)

تنظیم اسلامی دیر اسرہ شالیمار کے زیر اہتمام خصوصی دعوتی اجتماع

گزشتہ دنوں تنظیم اسلامی دیر اسرہ شالیمار کے زیر اہتمام ایک خصوصی دعوتی اجتماع جماعت اسلامی کے ایک رکن کے اصرار پر اُن کے محلے کی جامع مسجد میں منعقد کیا گیا۔ یہ پروگرام بعد از نماز مغرب ہوا، جس کے لئے ناظم دعوت تنظیم اسلامی بیبیوڑ جناب ممتاز بخت مقامی امیر تنظیم جناب ڈاکٹر عالم زیب کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ جناب ممتاز بخت نے مذہب اور دین میں فرق، مطالبات دین اور انقلاب اسلامی کا طریقہ کار پر مفصل خطاب کیا۔ پروگرام کے دوران مسجد کا ہال لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ کیونکہ رفقاء اور مقامی احباب نے دو دن پہلے ہی خصوصی دعوتی گشت کے ذریعے لوگوں کو پروگرام کی دعوت دے دی تھی۔ سامعین نے یہ خطابات بڑی دلچسپی اور یکسوئی کے ساتھ سنے۔ آخر میں شرکاء پروگرام میں تنظیم کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ پروگرام بوقت عشاء اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: سعید اللہ خان)

حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کا سہ ماہی تربیتی و مشاورتی اجتماع 21 جون 2009 کو اتوار کی صبح نو بجے گلستانِ انیس کلب میں منعقد ہوا۔ یہ پروگرام دوپہر ڈیڑھ بجے تک جاری رہا۔ پروگرام کے آغاز میں جناب عبدالرزاق کوڈواوی نے تذکیری گفتگو کی جس کا موضوع ''تقویٰ'' تھا۔ انہوں نے قرآن وحدیث کی روشنی میں تقویٰ کی اہمیت وضرورت کو اجاگر کیا اور اس ضمن میں اسلاف کے ایمان افروز واقعات بیان کیے۔ اس کے بعد جناب اعجاز لطیف نے ''پاکستان وافغانستان کے موجودہ حالات کا تجزیہ'' کے موضوع پر کتابچہ کا مطالعہ کروایا، تاکہ رفقاء واحباب اصل حقائق سے آگاہ ہوسکیں۔ بعدازاں جناب ڈاکٹر محمد الیاس نے امیر محترم کے سالانہ اجتماع میں کیے گئے خطاب کی روشنی میں رفقاء کی ذاتی اصلاح اور تنظیمی تقاضوں کے حوالے سے یاددہانی کروائی۔ پروگرام کا پہلا حصہ تقریباً گیارہ بجے اختتام کو پہنچا۔ 30 منٹ کے چائے اور مشاورت کے وقفے کے بعد ساڑھے گیارہ بجے امیر حلقہ جناب نوید احمد نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے پاکستان میں شریعت کے نفاذ کے لیے درست طریقوں پر عمل کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ امیر حلقہ کے خطاب کے بعد ڈیڑھ بجے یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب: محمد یوسف صدیقی)

تنظیم اسلامی گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ماہانہ دعوتی وتربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی گوجرانوالہ کا ماہانہ دعوتی پروگرام 26 جون کو بعد نماز مغرب مسجد نمرہ میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز بعد نماز مغرب ناظم حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن نے سورۃ الفتح کی چند آخری آیات کے ترجمہ وتشریح سے کیا۔ انہوں نے غلبہ دین کی جدوجہد میں شامل ہونے والے رفقاء کے باہمی تعلق کی مختصر الفاظ میں وضاحت کی۔ درس قرآن کے بعد رفیق تنظیم احسان اللہ انصاری کے لئے، جو گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے وفات پاگئے، دُعائے مغفرت کی گئی۔ رفقاء نے اُن کے دین سے لگاؤ اور ذاتی محاسن پر گفتگو کی اور انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ اس کے بعد پروفیسر سلمان ناگی نے سورۃ العصر کی روشنی میں لوازم نجات پر گفتگو کی۔ خورشید نبی نور نے دعوت کی راہ میں رکاوٹ کے موضوع پر مذاکرہ کروایا۔

بعد نماز عشاء شاہد رضا نے ''اخلاق حسنہ'' پر بیان کیا۔ انہوں نے کہا نبی مہربان اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے۔ ہم آپؐ کے امتی ہیں۔ آپؐ کے اسوہ کو اپناتے ہوئے ہمیں بھی اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ اس سے دعوت میں حائل رکاوٹیں دور ہوتی ہیں اور ذاتی زندگی پر بھی اچھے اثرات محسوس کیے جاسکتے ہیں۔ انوار بھائی نے زبان کے لئے بے جا استعمال کے اثرات بیان کیے اور کہا کہ ہمیں اس کے غلط استعمال سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔ انہوں نے حدیث رسول ﷺ کا حوالہ دیا کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص مجھے زبان کی حفاظت کی ضمانت دے، میں اُسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

کھانے سے قبل حافظ محمد افضل نے دُعاؤں کا مختصر مذاکرہ کروایا اور خورشید نبی نور نے ایمان کو تازہ رکھنے کے حوالے سے گفتگو کی۔ اس کے ساتھ ہی یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: حافظ محمد افضل)

تنظیم و تحریک

میں تنظیم میں کیسے شامل ہوا؟

محمد سجاد خان، ملتزم رفیق، کوہاٹ

تنظیم اسلامی میں میری شمولیت کا ذریعہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے منتخب نصاب کے دروس ہیں۔ یہ 4-2003 کی بات ہے کہ جب ڈاکٹر صاحب کے QTV پر ''دورۂ ترجمہ قرآن'' اور ARY پر قرآن حکیم کے منتخب نصاب کے درس نشر ہوتے تھے۔ ترجمہ قرآن اور دروس قرآن کے دوران ڈاکٹر صاحب کا انداز بیان دل موہ لینے والا اور شائستہ ہوتا۔ تشریح اس قدر واضح اور غیر متعصبانہ ہوتی کہ سامع کے لئے پروگرام کو درمیان میں چھوڑنا بہت مشکل ہوتا۔ منتخب نصاب کے درس میں نبی اکرم ﷺ کے مقصد بعثت کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب آپؐ کی سیرت، آپؐ کی زندگی کا انقلابی پہلو، اور آپؐ کی سیرت کے عملی پہلو اُجاگر کرتے تو دل میں تحریک پیدا ہوتی۔ حتیٰ کہ جب سورۃ الصف کا درس آیا اور اُس میں ''من انصاری الی اللّٰہ'' کی توضیح وتفسیر سنی تو یوں محسوس ہوا کہ جیسے یہ اس بندۂ خدا کے دل کی آواز ہے اور یہ غلبہ دین کے عظیم مشن کے لئے صدا لگا رہا ہے۔ چنانچہ جذبات کو اور زیادہ انگیخت ہوئی۔

تھوڑے ہی عرصہ بعد مجھے اپنے ایک سینئر رفیق کار کے ذریعے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے تفصیلی تعارف حاصل ہوا۔ میں نے ندائے خلافت میں تنظیم اسلامی کا ایڈریس پڑھا تو لاہور جانے کا عزم کیا اور تھوڑے ہی دنوں بعد لاہور چلا گیا۔ تنظیم کے مرکز پہنچا تو بیعت فارم پر دستخط کیے اور تنظیم میں باقاعدہ شمولیت اختیار کرلی۔ بعدازاں ماڈل ٹاؤن میں واقع قرآن اکیڈمی گیا، جہاں بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور امیر محترم حافظ عاکف سعید صاحب سے ملاقات کی۔ دوسرے دن مسجد دارالسلام میں امیر محترم کا خطبہ جمعہ سن کر رات کو واپس آیا۔

MULTICAL-1000

Calcium+Vitamin C & B12 + Folic Acid Sachet

BOOST CALCIUM

BEFORE, DURING & AFTER PREGNANCY

TASTY and TANGY

MULTICAL-1000

2 IN 1

CALCIUM
The growing fetus needs calcium for developing strong bones & teeth.

FOLIC ACID
Essential during pregnancy to prevent Neural Tubular Defect (NTD) in the developing fetus.

Calcium Supplement Guidelines

Recommended Calcium Intakes	milligrams per day
Pregnancy	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg
Lactation	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg

Source: Institute of Medicine, National Academy of Sciences 2002

Vitamin B12

- Promotes growth in children
- Needed for Calcium absorption

Sweetened WITH ASPARTAME

Composition:

Each sachet contains:

- Calcium lactate gluconate..........1000 mg
- Calcium carbonate..........327 mg
- Vitamin C..........500 mg
- Folic Acid..........1 mg
- Vitamin B12..........250 µg

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
www.nabiqasim.com

your Health our Devotion

M-1000/DMU/04-08